کی معنوی تحریف

رآن کے نام پر

ذخیرہ
لاہور پاکستان
۷۷

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل لاہور

Marfat.com

55
م

قرآن کی معنوی تحریف

قرآن کے نام پر

(از ماہر القادری صاحب مدیر ماہنامہ "فاران" کراچی)

برائے ادارہ "عارف"

مالکان فرم
ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز اشاعت منزل لاہور

Marfat.com

59797

منکرینِ حدیث نے جس غرض کے لئے انکارِ حدیث کا فتنہ اٹھایا تھا (جس کا اعادہ ماہ اکتوبر ۴۹ء سے ماہنامہ عارف میں ہو رہا ہے) آج تحریف القرآن کی صورت میں اس کا اظہار ہو چکا ہے جس پر محبی ماہر القادری نے اپنے ماہنامہ فاران (کراچی) کے شمارہ اکتوبر کے نقشِ اول میں جو عالمانہ اور مستند تصریح کی ہے وہ اس کتابچہ کی صورت میں آپ کے پیشِ نظر ہے۔ پڑھئے اور منکرینِ حدیث کی تفسیر بالہوی کی جرأت بے باک دیکھئے۔

شوق مدیر عارف لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ اوّل

جہاں تک نگارشِ دتحریر اور قلم و زبان کا تعلق ہے تعمیر و اصلاح اور تبلیغِ حق کے دو اسلوب ہیں، ایک یہ کہ کسی برائی اور غلط نظریہ کی نشان دہی کئے بغیر "معروف" کو پیش کیا جائے اور "منکر" پر کسی قسم کی کوئی تنقید اور طنز نہ ہو، مثلاً سچ بولنے کی خوبیاں طرح طرح کے عنوانات بدل بدل کر بیان کی جائیں مگر جھوٹ کی خرابیوں کا کوئی ذکر ہی نہ آنے پائے یا جھوٹ کا ذکر آئے بھی تو وہ ایک عام برائی کی حیثیت سے آئے، کسی شخصیت کے جھوٹ کا تعین کر کے اس پر گفتگو نہ کی جائے۔ کوئی شک نہیں تبلیغِ حق کا یہ انداز اور تعمیر و اصلاح کا یہ اسلوب بھی بہت مفید ہے اور جو کوئی بھی اپنی تحریر و گفتگو میں اس مثبت اسلوب کو نباہ سکتا ہے وہ تحسین و ستائش کا مستحق ہے۔

دوسرا اسلوب یہ ہے کہ "معروف" کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ "منکر" پر تنقید بھی کی جائے اور شخصیتوں کے تعین کے ساتھ ان کی غلطیوں، لغزشوں اور گمراہیوں کی نشاندہی بھی ہوتی ہے ——— تبلیغِ حق کے یہ دونوں اسلوب اپنی جگہ مفید اور کار آمد ہیں اور ان میں سے کسی ایک اسلوب کی بھی ضرورت، اہمیت اور افادیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ———

دوسرا اسلوب جو تنقید و گرفت کا اسلوب ہے، پہلے اسلوب کے مقابلہ میں کھٹکتا ہے مگر یہ اسلوب اپنی جگہ "ناگزیر اسلوب" ہے، جیسے ہر مبلغ، مصلح، مقرر اور انشا پرداز کو اختیا

Marfat.com

کرنا پڑتا ہے ـــــــ خود قرآن کریم میں یہ دونوں اسلوب ملتے ہیں، (۱) خالص معروف کی تبلیغ اور (۲) منکر پر شخصیتوں کا نام لے کر تنقید!

قرآن کریم میں صالحین اور اہلِ تقویٰ کو سراہا بھی گیا ہے اور ساتھ ہی ظالموں اور کذابوں پر لعنت بھی بھیجی گئی ہے، نیکوکاروں کو عیشِ جنت کی بشارت دی گئی ہے اور فاسقوں اور فاجروں کے لئے عذابِ جہنم کی وعید بھی آئی ہے! ابلیس کی شخصیت کے تعین کے ساتھ اُسے رجیم اور راندۂ درگاہ قرار دیا گیا ہے، فرعون اور ابولہب جیسے کافروں، ظالموں حق ناشناسوں اور نبیوں کو ایذا دینے والوں کی دوٹوک الفاظ میں مذمت آئی ہے تو قرآنِ کریم ہم کو بتاتا ہے کہ کچھ برائیاں، گمراہیاں اور غلط کاریاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ نہ صرف ان کی نشاندہی کرنی ناگزیر ہوتی ہے بلکہ ان کے کرنے والوں پر بھی نام لے کر احتساب ضروری ہوجاتا ہے۔

ہم آج کی صحبت میں جس گمراہی پر احتساب کر رہے ہیں، وہ پاکستان کے لئے، ملت کے لئے اور خود اسلام کے لئے اتنا بڑا فتنہ ہے کہ اس کی خطرناکی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، یہ وہ گمراہی اور ضلالت ہے، جس سے اصل دین کی نفی ہوتی ہے، یہ مسلک خدانخواستہ مسلمانوں میں مقبول ہوگیا، تو ایمان، اسلام اور اخلاق، ان میں سے کوئی چیز بھی صحیح سلامت نہ رہ سکے گی! اس فتنہ نے قرآن کریم کے ساتھ جو دردناک سلوک کیا ہے، اُسے دیکھ کر کوئی غیرت مند اور حساس مسلمان سکوت وضبط کی حدوں میں خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے دل کی یہی کراہیں اور ضمیر کی یہی چیخیں ہیں جو بیساختہ الفاظ میں ڈھل گئی ہیں، قرآن کی حفاظت کے نام پر قرآن کی یہ کھلی ہوئی معنوی تحریف کسی عنوان گوارا نہیں کی جاسکتی۔

رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں فکر و خیال کی غلطیاں، لغزشیں اور کوتاہیاں نظر سے گزرتی ہی رہتی ہیں اور چھوٹے موٹے فتنے آئے دن اٹھتے ہی رہتے ہیں، حقائق کی تعبیر و ترجمانی میں ارباب فکر سے غلطیاں ہوتی ہیں، اور ہم خود اپنی زبان و قلم کو غلطیوں سے محفوظ نہیں سمجھتے ؎

چلئے کتنا ہی بچ کے کوئی ٹھوکر کھا ہی جاتا ہے۔

(ماہر القادری)

Marfat.com

قرآن کی معنوی تحریف

قرآن کے نام پر

پاکستان میں "بزمِ طلوعِ اسلام" نے اطاعتِ رسول ؐ کے خلاف جو محاذ قائم کر رکھا ہے اور قرآن ہی کے نام پر قرآن کے مفہوم و منشا کی جو کھلی ہوئی تحریف کی جا رہی ہے، سب سے پہلے اس کا اجمالی تعارف ضروری ہے۔

تقسیمِ ہند سے بھی کئی سال پہلے جناب سیّد نذیر نیازی کی ادارت و نگرانی میں مجلہ "طلوعِ اسلام" نکلتا تھا، جس میں اسلامی علوم پر خاصے بلند مضامین شائع ہوتے تھے "طلوعِ اسلام" میں علامہ اقبال کے افکار کی خاص طور پر ترجمانی کی جاتی تھی، غلام احمد صاحب پرویز ان دنوں حکومتِ ہند میں ملازم تھے، ان کی ملازمت کا آغاز گورنمنٹ آف انڈیا پریس میں ایک کلرک کی حیثیت سے ہوا تھا۔ انگریزی حکومت کے آخری دور میں وہ آفس سپرنٹنڈنٹ تھے۔

مسٹر پرویز کو مضمون نگاری کا شوق تھا، ان کے مضامین "طلوعِ اسلام" کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے رسالوں میں بھی شائع ہوتے تھے، مرزا غلام احمد قادیانی

Marfat.com

نے جس طرح شروع شروع میں دین کی حمایت اور مدافعت میں مضامین اور کتابیں لکھی تھیں اور اس شخص کے وہی معتقدات تھے، جو جمہور امت کے تھے، یہی حال پرویز صاحب کا تھا، اپنے جن مضامین کے ذریعہ وہ دینی اور علمی حلقوں میں متعارف ہوئے ہیں، وہ مضامین عام مسلمانوں کے معتقدات کے مخالف نہ تھے!

یہ زخم مسلمانوں کے دلوں میں آج تک تازہ ہیں کہ ماہنامہ "نگار" کے ایڈیٹر نیاز فتح پوری نے فقہ اور حدیث کے خلاف باقاعدہ مہم شروع کر رکھی تھی اور یہ شخص "مولوی اور ملا" کی آڑ میں اسلام پر پھبتیاں کستا اور دینی اقدار کی ہنسی اڑاتا تھا۔ مسٹر پرویز نے نیاز کے اس مسلک کا اثر قبول کیا اور "نگار" کے ایڈیٹر کے اسلوب نگارش کی اپنی تحریروں میں نقل اتارنے کی کوشش کی، نیاز کی اس روش نے پرویز صاحب کو یہ بھی سجھایا کہ دیندار طبقہ میں قلم کے ذریعہ مقبول و ہر دلعزیز بننے کے لئے علم و تقویٰ کی ضرورت ہے پھر اس بزم میں ایسے تابناک فانوس اور روشن شمعیں موجود ہیں، جن کے سامنے سطحی معلومات رکھنے والے اہل قلم کا چراغ نہیں جل سکتا، ہاں! مغرب زدہ نوجوان طبقہ میں مقبول اور مشہور ہونے کے لئے اردو کی کتابوں کا مطالعہ اور لکھنے کا اچھا انداز کافی ہے خاص طور سے انگریزی مصنفین کی کتابوں کے حوالے اور ان کے اقتباسات کسی مضمون میں آجائیں کہ شوپن ہار نے یہ کہا تھا، لیسلی پال (LESLi PAUL) کی فلاں مسئلہ میں یہ رائے تھی، رسل اور جوڈ کا یہ نقطہ نگاہ تھا، مغربی دانشوروں کے ان اقتباسات اور حوالوں کے ساتھ انگریزی کی کچھ اصطلاحات:۔

(مثلاً "ناقابلِ تقسیم وحدت (INDiViSiBLE) "اعمال و خواص —
"تحفظِ خویش" (ACTiONS AND PROPERTiES)

Marfat.com

(PRESERVATION OF LIFE)

بھی آتی رہیں، تو مغرب زدہ نوجوان ایسے انشاپرداز کو بہت بڑا مفکر اور محقق سمجھنے لگتے ہیں، اور پھر اس سطحیت اور لفظی شیشہ گری کے ساتھ زندگی کو تکلیفات شرعی اور دینی پابندیوں کی قید سے آزاد کئے جانے کے نکتے بھی بیان ہوتے رہیں، تو یہ مقبولیت اور زیادہ یقینی ہو جاتی ہے۔

یہاں اس واقعہ کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ نیاز فتحپوری کے خرافات اور ملحدانہ افکار و خیالات پر ہندوستان کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا، اس احتجاج کے دباؤ کا یہ اثر ہوا کہ نیاز صاحب کو اپنے رسالہ "نگار" میں اعلانِ عام کے ساتھ باقاعدہ تحریری "توبہ نامہ" شائع کرنا پڑا کہ وہ آئندہ اپنے رسالہ میں اس قسم کے دینی موضوعات پر گفتگو نہ کریں گے، اس "توبہ نامہ" کے بعد کچھ دن تک تو یہ طوفانِ بدتمیزی رُکا رہا، مگر پھر اس شخص نے توبہ شکنی کی، عہد و پیمان کو توڑا، اور "نگار" کے صفحات پھر اسی قسم کے خرافات سے آلودہ ہو گئے۔ جناب پرویز ہندوستان میں نیاز کا حشر دیکھ چکے تھے، اس لئے انہیں کھل کر اپنے گمراہ کن مسلک کو پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سنّتِ رسولؐ کی کھلم کھلا مخالفت اور قرآنِ کریم کی معنوی تحریف کی یہ جسارت پاکستان میں آکر پیدا ہوئی ہے، اور اس فتنہ نے اس ملک میں پَر پُرزے نکالے ہیں جو کتاب و سنت ہی کے نام پر وجود میں آیا ہے!

مسٹر پرویز نے مضمون نگاری کا جب آغاز کیا ہے تو انہیں عربی نہیں آتی تھی اور بہت دن تک وہ عربی دانی کے معاملہ میں کورے ہی رہے، پھر انھوں نے "عربی کا معلم" اور "معلم عربی" جیسی کتابوں کے ذریعہ عربی زبان سے شناسائی حاصل کی اور اپنے

Marfat.com

مطالعہ کو جاری رکھا، عرض کرنا یہ ہے کہ قرآنی لغت اور قرآنی علوم میں جس بصیرت اور مہارت کے وہ مدعی ہیں، اس بصیرت و آگہی کے لئے ان کی عربی دانی پر قطعاً اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اب رہی قرآنی لغت کی تالیف، تو اس کے لئے پہلے سے لکھی لکھائی لغات موجود ہیں، ایک معمولی عربی جاننے والا شخص بھی ان کی مدد سے ایک لغت مرتب کر سکتا ہے، جو لوگ عربی نہیں جانتے یا تصنیف و تالیف کے فن سے ناواقف ہیں، وہ بیچارے اس قسم کے ناپختہ مولفین کی تدوین و تالیف کی ہوئی لغات کو دیکھ کر مرعوب ہو جاتے ہیں!

ہاں: تو بات "طلوع اسلام" سے چلی تھی، عرض کیا گیا تھا کہ سید نذیر نیازی اس مجلّہ کے مدیر و نگران تھے، پھر اس کی ترتیب و نگرانی پرویز صاحب سے متعلق ہو گئی، گورنمنٹ سروس میں ہونے کی وجہ سے ان کا نام مدیر و منتظم کی حیثیت سے نہیں آتا تھا!

پرویز صاحب کا برسوں دلّی میں قیام رہا ہے اگر ان کی طبیعت میں حق پسندی کا جوہر ہوتا تو دلّی میں حق پسند علماء اور ارباب کمال کا قحط نہ تھا۔ "شگفتہ جذب و قلندریت" اور خود عربی دانی کے لئے مولانا عبد السلام نیازی کی صحبت سے وہ فیض اٹھا سکتے تھے اور ان کی صحبت میں "خذ ما صفا دع ما کدر" پر عمل کر کے کچھ نہ کچھ حاصل کر سکتے تھے اسی دلّی میں مولانا محمد ایوب صاحب جیسے فاضل روزگار عالم بھی تھے کہ جن کے درس و وعظ میں نازک و غامض دینی اور کلامی مسائل کی گرہیں کھلتی ہیں۔ سب سے زیادہ معروف شخصیت مولانا کفایت اللہ مرحوم کی تھی جن کے علم و فضل اور صالحیت و تقویٰ کی قسم کھائی جا سکتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات تھے جن کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہوتی تھی ——— ان تمام ارباب کمال کو نظر انداز کر کے پرویز صاحب کی نگاہِ انتخاب پڑی بھی تو کس پر، مولانا اسلم

Marfat.com

جیراج پوری پر، جو عبداللہ چکڑالوی کے "مسلکِ انکارِ حدیث" کا بوریا سنبھالے بیٹھے تھے، اور جن کا سب سے بڑا کارنامہ "تاریخ الامت" ہے، جس کو تحقیق و تصنیف سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس کتاب کی حیثیت تالیف و ترجمہ کی ہے، حالانکہ جس ملیہ سے اسلم جیراج پوری کا تعلق تھا، اسی جامعہ میں مولانا خواجہ عبدالحیٔ مفسرِ قرآن بھی موجود تھے، لیکن اس قسم کے حق پسند علما کو چھوڑ کر، پرویز صاحب نے مولانا اسلم جیراجپوری کی رہنمائی اور قیادت کو قبول کیا ۔

پہنچی وہیں پہ خاک، جہاں کا خمیر تھا

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ مسٹر پرویز کے ابتدائی مضامین میں دینی جھلک پائی جاتی تھی اور ان میں جمہور امت کے دینی عقائد کی مخالفت نہیں کی جاتی تھی، توقع تھی کہ ان کا قلم مستقبل میں دین و اخلاق کی اور بڑھ چڑھ کر خدمت انجام دے گا ان مضامین کے سبب مسلمان پرویز صاحب سے حُسنِ ظن رکھتے تھے، اسی حسنِ ظن نے انہیں دہلی سکرٹریٹ کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دینے کا موقعہ عطا کیا، کچھ دنوں تک وہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے، مگر اسی زمانہ میں ان کے مضامین کا رنگ بدلنے لگا، سب سے پہلے مسٹر پرویز نے بعض احادیث کے بارے میں اپنے شکوک و شبہات پیش کئے ۔ ماہنامہ "ترجمان القرآن" میں ان شبہات کا پوری طرح ازالہ کر دیا گیا لیکن پرویز صاحب کے یہ شبہات ایک جویائے حق اور مخلص قلب کی کھٹک نہ تھی جو افہام و تفہیم کے بعد دُور ہو جاتی ان کے یہ شکوک ایک بر خود غلط قلب کے شکوک تھے، جو رفتہ رفتہ شاخ در شاخ اور پختہ ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کو سنتِ رسولؐ سے عناد پیدا ہو گیا ۔

پرویز صاحب کے مضامین کا بدلتا ہوا رنگ دیکھ کر، مسلمانوں کے لکھے پڑھے

Marfat.com

طبقہ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؛ یہ تبدیلی کیوں؟ اشہبِ خامہ سلامتی کی راہ پر چلتے چلتے کہاں بھٹکا جا رہا ہے؟ نیاز فتح پوری کے افکار و خیالات کی پرچھائیں کیسے پڑ گئیں ——— تحریر کے ساتھ پرویز صاحب جمعہ کے خطبہ میں بھی اپنے بدلے ہوئے خیالات کو پیش کرنے لگے۔ شروع شروع میں یہ باتیں استعاروں اور کنایوں میں بیان کی گئیں، پھر استعارات و کنایات کے پردے بھی اُٹھنے لگے، سکریٹریٹ کے لکھے پڑھے لوگ تو سوچتے ہی رہے کہ اس فتنہ کو کس مصلحت اور حکمت کے ساتھ بند کیا جائے مگر موسیٰ نام کے ایک چپراسی نے جرأت کر کے مداخلت کی اور پرویز صاحب کو سختی کے ساتھ ٹوکا، بس اس دن کے بعد پھر دہلی سکریٹریٹ کی مسجد میں پرویز صاحب خطبہ نہ دے سکے اور ایک غیرت مند چپراسی کی جرأت نے اس فتنہ کا سدِ باب کر دیا۔

تقسیم ہند کے بعد مسٹر پرویز "طلوعِ اسلام" سمیت پاکستان آ گئے، اور یہاں آ کر انہوں نے خوب کھل کر "انکارِ حدیث" کے مشن کی تبلیغ کی، اور اب معاملہ مخالفِ قرآن اقوال کے رد و قبول تک ہی محدود نہیں رہا، سنتِ رسولؐ بلکہ اطاعتِ رسولؐ کی ڈنکے کی چوٹ مخالفت کی گئی، اور یہاں تک کہہ دیا گیا کہ ——— "نظامِ صلوٰۃ" کو مسلمانوں نے نماز میں تبدیل کر دیا۔

جو حضرات آٹھ نو سال سے "فاران" باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے رہے ہیں، اُن کی نگاہ سے وہ مضامین ضرور گزرے ہوں گے جن میں مسٹر پرویز کے باطل افکار و خیالات کا رد کیا گیا تھا، ہم نے قرآنِ کریم ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو منصوص ثابت کیا تھا، اور بتایا تھا کہ حضورؐ کا اسوۂ حسنہ قیامت تک ہر دور کے لئے معیار ہے اور سنتِ نبویؐ کا انکار دراصل نبوت کا انکار ہے۔ جس زمانہ میں یہ مضامین لکھے گئے تھے، اُسی زمانہ میں

Marfat.com

پرویز صاحب کے بعض دوستوں اور عزیزوں نے ہمیں خطوط بھیجے تھے، جن میں لکھا تھا کہ اس شخص کے مزاج و طبیعت کا ہمیں اچھی طرح اندازہ ہے، یہ شخص کسی نہ کسی عنوان سے لیڈر بننا چاہتا ہے کہ میرے کچھ پیرو اور ماننے والے ہوں، میرے نام سے کوئی مکتبہ فکر و خیال منسوب کیا جائے، یہاں تک کہ سبائیت اور قرامطیت کی طرح تاریخ میں "پرویزیت" کا بھی ذکر آئے لوگ چاہے طنز و ملامت کے ساتھ ذکر کریں مگر کریں تو سہی، شہرت نہ سہی، تشہیر تو ہو سے

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

اور

یہ جو دورِ حاضر کے بعض مسلم اربابِ فکر سے پرویز صاحب کا مقابلہ کیا جاتا ہے ـــــ تو ان حضرت کی یہی عین تمنا ہے کہ اس قسم کے مقابلہ و موازنہ بلکہ تردید و تنقید سے اور شہرت ہوتی ہے ـــــ خطوط نگاروں کے یہ اندیشے صحیح ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے پرویز صاحب کی جو نفسیاتی تحلیل کی تھی اس کے مظاہر سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں!

آج کی دنیا فکر و عمل کی اس پستی تک اتر آئی ہے کہ "مجھولوں کے کلب" قائم ہوتے ہیں اور لوگ فخر و ناز کے ساتھ ان کی رکنیت قبول کرتے ہیں، "نئے پن" کے اس پکے نے طرح طرح کی گمراہیاں اور آوارگیاں پیدا کر دی ہیں، پرویز صاحب نے دنیا کے اس مزاج و طبیعت کا اندازہ لگا کر قرآنِ کریم کی تفسیر کے پردے میں ایک ایسے مکتبہ فکر کی بنیاد ڈالی ہے، جو ہے تو بے شک "نیا" مگر سر تا پا ضلالت ہے!

پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد کی جو زندگی اور سیرت رہی ہے، وہ سب پر روشن ہے، اس شخص کے دورِ حکومت میں پاکستان کا وقار خاک میں مل گیا تھا، توڑ جوڑ اور

Marfat.com

سازشوں کی وہ گرم بازاری کہ خدا کی پناہ ـــــــــ مگر ـــــــــ "نظامِ ربوبیت" کے داعی ـــــــــ پرویز نے غلام محمد اور ان کی حکومت کو عنوان بدل بدل کر جس طرح سراہا ہے اس کے ثبوت میں ماہنامہ "طلوع اسلام" کے گزشتہ فائل پیش کئے جا سکتے ہیں، حد ہو گئی جی حضوری، زمانہ سازی اور اقتدار پرستی کی کہ مسٹر پرویز نے "نبی" کے مماثل بلکہ اس عظیم منصب کے توڑ پر جو "مرکزِ ملت" کا عہدہ تراشا ہے، اس کو ـــــــ مسٹر غلام محمد کی ذات اور حکومت سے نسبت دی گئی۔

ـــــــ جو شخص ـــــــ

اس درجہ ابن الوقت اور زمانہ کی ہوا کا حامل ہو، اس کی تائید، قصیدہ خوانی اور نیازمندی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس قسم کے مرغانِ بادنما کی اربابِ اقتدار اور حکومتوں کے ساتھ نیازمندی صحرا کے بگولوں اور دریا کے بلبلوں سے بھی زیادہ ناپائدار ثابت ہوتی ہے اس ذہنیت اور مزاج کے لوگوں کی ٹیکنک یہ ہوتی ہے کہ اربابِ اقتدار کی وفاداری اور خیرخواہی کی آڑ لے کر اپنے فاسد مشن کو پھیلاتے رہیں۔ مسٹر غلام محمد کی مدح سرائی سے پرویز صاحب کی ذہنی سطح اور کردار کی بوقلمونی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مسٹر غلام محمد کے دورِ حکومت کے آغاز میں "طلوع اسلام" بند ہونے والا تھا، مگر چند دنوں ہی میں اس کے مالی حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہ "ہفتہ وار" ہو گیا، اس زمانہ میں یہ خبر عام طور پر مشہور تھی کہ حکومت پرویز صاحب کی پشت پناہی کر رہی ہے اب اس کی تفتیش تو موجودہ حکومت ہی کر سکتی ہے کہ ـــــ "طلوع اسلام" ـــــ کو اگر مالی امداد دی گئی تھی تو کس بنیاد پر اور کن لوگوں کی سعی و سفارش سے دی گئی تھی اور اس دور کی بدنام حکومت پرویز صاحب سے کیا کام لینا چاہتی تھی اور وہ کون سرکاری افراد تھے، جو

Marfat.com

"طلوعِ اسلام" کے مشن سے دلچسپی رکھتے تھے؟

جن باتوں پر تنقید کرنی ہے، ان کا تو ابھی ذکر ہی نہیں چھیڑا اور تمہید دراز سے دراز تر ہوتی چلی جا رہی ہے، قصہ مختصر مسٹر پرویز اپنے سرکاری عہدے سے پنشن لینے کے کچھ دن بعد کراچی سے لاہور چلے گئے، وہاں کی فضا کو انہوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے زیادہ سازگار سمجھا، یہاں تک کہ رسالہ "طلوعِ اسلام" ایک مستقل جماعت بن گیا، اب شہروں میں جگہ جگہ "بزمِ طلوعِ اسلام" کی شاخیں اور اس کے ریڈنگ روم قائم ہیں، انقلابی حکومت کے بعد پاکستان کی دوسری جماعتیں ختم کر دی گئیں، "بزمِ طلوعِ اسلام" کے لئے میدان خالی ہے اور وہ اپنے اس موقف سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

اسلام سیدھا سادہ دین ہے، فطرت کے عین مطابق، اسی لئے اسلام کو "دینِ فطرت" کہا جاتا ہے، اسلام کے احکام میں کوئی پیچیدگی اور ابہام نہیں، کھلی کھلی باتیں، روشن دلیلیں، نہ اُن میں تضاد ہے اور نہ فلسفیانہ الجھاؤ ہے، مگر مسٹر پرویز نے اسلام کو جس انداز میں پیش فرمایا ہے، وہ ایک جدید قسم کا عجیب و غریب فلسفہ بن کر رہ گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے سیدھے سادے دین کو منطق و فلسفہ بنا کر، جدید اصطلاحات کے سلاسل و اغلال اس کو پہنا دینا دین کی سادگی، دین کی فطرت اور دین کے مزاج کے ساتھ ایک طرح کا مذاق نہیں بلکہ ظلم ہے۔ ان حضرات نے "قرآنی نظام ربوبیت" کی ایک اصطلاح وضع کی ہے اور سینکڑوں صفحات میں اسی "نظام ربوبیت" کی شرح فرمائی ہے! اس شرح و تفسیر میں قرآنی فکر تو برائے نام ہے، زیادہ تر پرویز صاحب کے اپنے افکار کی کارفرمائی ہے اور خود ان کے افکار کا ماخذ و منبع مغربیت اور اشتراکیت ہیں، اور

Marfat.com

یہ وہ صاحب ہیں جو فقہ و حدیث پر عجمیت کی طنز کرتے ہیں، مگر خود انہوں نے افرنگ و روس سے فکر و خیال مانگ تانگ کر جو اپنی بزم (طلوع اسلام) سجائی ہے، اس پر یہ کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرتے۔

حق و صداقت کی تبلیغ اور دینی مسائل کے افہام و تفہیم کے لئے جدید اصطلاحات سے بھی کام لیا جا سکتا ہے، مثلاً "صلوٰۃ" (نماز) کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کا "نظام الاوقات" (TIME TABLE) ہے، اور نماز مسلمانوں کو وقت کی پابندی بھی سکھاتی ہے، مگر نماز کے خضوع و خشوع، اخلاص و خشیت، تسبیح و تہلیل، رکوع و سجود اور دوسرے ارکانِ عبادت کو پس پشت ڈال کر یا ثانوی درجہ دے کر یا اسے "ظاہری رسم" بنا کر صرف "پابندیٔ وقت" ہی کو نماز کا اصل مقصود ٹھہرا دیا جائے، تو یہ فکر کس قدر غلط کار ہے اور یہ ذہن کس درجہ غلط اندیش ہے، فریضۂ صلوٰۃ کی اہمیت اور افادیت کو صرف "پابندی وقت" کے ارد گرد گھما کر اسی کو اصل مقصود ثابت کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عبادت کا مفہوم ہی ذہنوں میں خبط ہو کر رہ جائے گا، اور مسلمان اس احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں گے کہ "صلوٰۃ" کے اصل مقصد (پابندیٔ وقت (PUNCTUALITY) کی تکمیل تو یورپ کر رہا ہے ....

اور پھر

یہ فکر نادرہ کار مسلمانوں کو طغیان و فساد اور گمراہی کی اس سطح تک لے آئے گی، جو کہ کوئی وقت کی پابندی کو شعار بنالے گا، وہ "صلوٰۃ" سے بے پرواہ ہو جائے گا کہ اصل مقصود تو حاصل ہو گیا۔

وہ "نظام ربوبیت" ہو یا "توازنِ معاشرہ" کا فلسفہ ہو، پرویز صاحب کے یہاں

Marfat.com

یہی فکر کام کرتی ہے کہ دین کے ارکان کی فرضیت کا احساس مسلمانوں کے دلوں سے رخصت ہوجائے، اور شریعت کی پابندیوں پر سے مسلمانوں کا ایمان و اعتقاد اٹھ جائے پرویز صاحب کا اصل مشن یہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات اتار دیں کہ تم جس اسلام پر قائم ہو وہ دراصل "قرآنی اسلام" ہی نہیں ہے یہ تو "زمانہ قبل قرآن کا مذہب" ہے، اصل دین اور حقیقی اسلام تو میرے پاس ہے، فرماتے ہیں :-

"..... لیکن اس تیرہ سو سال میں مسلمانوں کا سارا زور اسی میں صرف ہوتا رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو قرآن سے پہلے زمانے کے "مذہب" میں تبدیل کر دیا جائے، چنانچہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے، اور آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے وہ زمانۂ قبل قرآن کا مذہب ہو تو ہو، قرآنی دین سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ......"

("سلیم کے نام پندرہواں خط" صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲)

پرویز صاحب کی اس عبارت سے ان عزائم اور اصل مشن کی پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ چاہتے کیا ہیں اور کس مقصد کو لے کر اٹھے ہیں ____ "زمانہ قبل قرآن کا مذہب" یا تو نصرانیت ہو گا یا یہودیت، یا کواکب پرستی اور بت پرستی، یعنی کفر و شرک تو پرویز صاحب کے قول کے مطابق، جمہور امت یا تو نصرانی ہے، یا یہودی ہے یا کافر و مشرک ہے، بہرحال آج کے مسلمان "قرآنی اسلام" سے نا آشنا ہیں، مفتیوں اور عالموں پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں کہ وہ کفر کے فتیے صادر کرتے رہتے ہیں مگر ان کے کفر کے فتووں کا تعلق چند افراد یا حد سے حد کسی ایک گروہ یا جماعت سے ہوتا ہے مگر پرویز صاحب نے تو تمام مسلمانوں کے

Marfat.com

اسلام کو غیر معتبر اور قرآن کے خلاف ٹھیرا دیا۔

کوئی شک نہیں امت مسلمہ میں عمل و اعتقاد کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں مگر ساتھ ہی ان خرابیوں کی اصلاح کرنے والے اور ٹوکنے والے بھی تو ہر دور میں پائے گئے ہیں، مثلاً قبر پرستی اور دوسری مشرکانہ رسموں اور بدعتوں کے خلاف شدید احتجاج کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری ہے! پرویز صاحب کی اس دریدہ دہنی کو دیکھئے کہ اس تیرہ سو سال کی مدت میں تابعین، تبع تابعین علوم قرآنی اور فقہ و حدیث کے امام اور کیسے کیسے صلحا، اہلِ تقویٰ، غازی" مجاہد اور صاحبان یقین و عزیمت اکابر گزرے ہیں، مگر پرویز صاحب کی نگاہ میں یہ سب کے سب (معاذ اللہ) "اسلام کو قرآن کے پہلے زمانہ کے مذہب میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔۔۔"

اور

پرویز صاحب کے بقول:۔

"۔۔۔ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے، اور آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے، وہ زمانہ قبل قرآن کا مذہب ہو تو ہو، قرآنی دین سے اس کا کوئی واسطہ نہیں"!

تمام مسلمانوں کو بہ یک جنبشِ قلم بے دین ٹھیرا دینا، پرویز صاحب کے اس بغض و نفاق کو ظاہر کرتا ہے، جو وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں! جو کوئی امام جعفر صادق، ابو حنیفہ، مالک، احمد بن حنبل، شافعی، سفیان ثوری، فضیل بن عیاض، اوزاعی، غزالی، عبدالقادر جیلانی، ابنِ تیمیہ، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر مسلمین کے "اسلام" کو نامعتبر اور "زمانہ قبل قرآن کا مذہب" سمجھتا ہے

Marfat.com

وہ یا تو فاتر العقل اور خبط الحواس ہے اور یہ اگر نہیں ہے، بلکہ وہ بقید ہوش و حواس ایسی باتیں کرتا ہے تو پھر وہ نفس کے اس فریب میں مبتلا ہے جو بڑھاوے دے دے کر آدمی کو گمراہی کا مستقل ایجنٹ بنا دیتا ہے۔ (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)

پرویز صاحب نے "نظامِ ربوبیت" پر سینکڑوں صفحے سیاہ کئے ہیں، یہ ان کا محبوب ترین موضوع اور ان کے تمام افکار و تخیلات کا مرکز بلکہ شاہکار ہے، جو لوگ "بزمِ طلوعِ اسلام" سے متاثر ہیں، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جب قرآنِ کریم کی شرح و تفسیر کے بارے میں کوئی اس سطح تک اتر آئے کہ مجھے تو کوئی نہ کوئی نئی بات کہنی اور جدید فلسفہ پیش کرنا ہے تو پھر قرآنِ کریم سے "ہر فلسفہ" منسوب کیا جا سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ قرآنِ کریم تو "انسان کی صحت جسمانی" کا نظام پیش کرتا ہے تو وہ قرآنِ کریم سے اپنے اس خود ساختہ نظریہ کی تائید میں دلیلیں لا سکتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنایا، پھر اس میں روح پھونکی ——— تو اصل چیز "انسان کا جسم" ہے، طالوت و جالوت کے قصہ میں بھی "جسمانی قوت" کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، جسم نہ ہوگا، تو تنہا روح کیا کام کر سکتی ہے، انسانی قالب میں داخل ہو کر روح کی فعالیت ظاہر ہوئی ہے، طوفانِ نوح میں صحت مند اجسام بچا لئے گئے اور مریض اجسام غرق کر دیئے گئے ..... اور "عیشِ جنت" دراصل "صحت جسمانی" کا دوسرا نام ہے کہ صحت مند جسم ہی لذتوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ بیمار جسم کو تو نسیم صبح کے جھونکے بھی ناگوار گزرتے ہیں..... اور "عذابِ دوزخ" جسم کی عدم صحت کو کہتے ہیں کہ جسم کے لئے مرض اپنی جگہ مستقل عذاب ہے۔ پس قرآن (نقطۂ نگاہ سے "نظامِ جسمانی") ہی کائنات کا مقصود اور غایتِ قصوی ہے، مریض جسم کے افکار و تخیلات بھی مریض،

ہوتے ہیں ۔ "تقویٰ" دراصل اجسام کو بے اعتدالی سے بچانے کا نام ہے، قرآن "صحت مند" انسان ہی کو "متقی" اور "صالح" کہتا ہے یہ مولوی اور ملّا نے "انسانی جسم" کی معجز نمائی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، یہ صحت مند اجسام ہی تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت روند ڈالے، جو کوئی علم طب اور حفظانِ صحت کے اصول کو جانتا ہے، اور اس پر عمل کرتا ہے وہی قرآن کا سب سے بڑا عامل ہے، ہر ڈسپنسری، ہسپتال اور ہر لیبارٹری دراصل قرآنی علوم کی اکیڈیمی ہے، یورپ نے قرآن کے اس راز کو پا لیا، اور وہ ترقی کی معراج پر جا پہنچا، مسلمانوں نے اس حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیا، اور وہ ایک بیمار قوم بن کر رہ گئے.....
(وہلم جراً)

اس قسم کی منطق چھانٹنے اور فلسفہ بگھارنے کے بعد وہ شخص یورپ کے ڈاکٹروں کے اقوال پیش کرتا چلا جائے کہ صحت کا دل و دماغ سے کتنا قریبی تعلق ہے، اور صحتِ جسمانی اور صحتِ دماغی میں کس درجہ ربط ہے ...... پرویز صاحب نے "نظامِ ربوبیت" کے فلسفہ میں اسی ٹیکنیک سے کام لیا ہے، یہی اندازِ بیان ہے، یہی اعجوبہ فکر ہے، جو افسانوی قالب میں ڈھلتی چلی گئی ہے، اور اس شخص کے دل میں جو خیال آیا ہے، اس کو وہ "قرآن" سے منسوب کرتا چلا گیا ہے! (اعوذ باللہ من ہٰذا الہفوات)

نگہ کی نامسلمانی سے فریاد!

تحریف و تلبیس

قرآنِ کریم میں جگہ جگہ اور بار بار لفظ "اللہ" آیا ہے، اور اس لفظ کا مفہوم متعین کرنے میں، مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، پھر قرآنِ پاک کا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہوا ہے، تو ان ترجموں میں بھی ہر مترجم نے "اللہ" کا ایک ہی جیسا ترجمہ کیا ہے، ایک عامی سے عامی مسلمان بھی "اللہ" سے "اللہ"

Marfat.com

ہی مراد لیتا ہے، وہ جو اس کائنات کا خالق اور سب کا معبود اور رب ہے اور جس کے حکم کے بغیر ایک پتّا بھی جنبش نہیں کر سکتا۔

مگر

پرویز صاحب نے "اللہ" کا جو مفہوم سمجھا ہے، اور اس کی جو شرح کی ہے، اس کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:-

"رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" (انہوں نے قانونِ خداوندی سے موافقت پیدا کرلی اور وہ قانون ان کا رفیق دیار بن گیا)

(قرآنی نظامِ ربوبیت صـ۱۸۰)

اس آیت میں انہوں نے "اللہ" کا ترجمہ "قانونِ خداوندی" کیا ہے:

"ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین" (اللہ کا نظام رزق دینے والا اور بڑی قوتوں والا ہے)

اس آیت میں بھی "اللہ" کا ترجمہ "اللہ کا نظام" کیا گیا ہے۔ (قرآنی نظامِ ربوبیت صـ۱۸۵)

"قرآنی نظامِ ربوبیت" کے صفحہ ۲۷۴ پر ایک آیت (وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ) کی تشریح کی گئی ہے، اس کے آخری جملے یہ ہیں:-

"یہ ہے وہ اصول کلّی جس کے تحت یہاں کا کاروبار چلتا ہے، باقی وہ رہ سکتا ہے، جو انفرادی مفادِ خویش کی بجائے، کُلّی مفادِ انسانیت کا حامل ہو، یہاں ہر شئے تغیر پذیر ہے، بجز اس قانونِ ربوبیت کے جو زندگی کی "فراوانیوں اور خوش حالیوں کا ضامن ہے"

اس تشریح کے بعد یہ آیت درج کی گئی ہے ———— "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ" تو اس آیت میں بھی مسٹر پرویز نے "وجہ ربک" (یعنی ذات باری) سے "قانونِ ربوبیت" مراد لیا ہے!

اسی کتاب (قرآنی نظامِ ربوبیت) کے صفحہ ۱۱۶ پر "لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں بھی پرویز صاحب نے "اللہ" سے "معاشی زندگی کا قانون" مراد لیا ہے، کہتے ہیں :-

> "کیا ان لوگوں نے اپنی معاشی زندگی (ارض) کے لئے الگ الگ قوانین تجویز کر رکھے ہیں، جن کی یہ اطاعت کرتے ہیں، اور ان کے سہارے اپنے معاشی پروگرام کو عام کرنا چاہتے ہیں، اگر ان کی یہی روش ہے زندگی ہے، تو انہیں سُن رکھنا چاہیئے کہ اگر انسان کی معاشی زندگی میں کوئی اور قوانین نافذ ہوں اور کائناتی زندگی میں اور تو اس کا نتیجہ فساد کے سوا کچھ نہ ہوگا"

———— اور سنئے ————

"عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ" (... لیکن قانونِ خداوندی ان محسوس نتائج کے علاوہ، ان نتائج کا حامل بھی ہوتا ہے، جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں، اور جو تمہاری مستقبل کی زندگی کو سنوارتے ہیں)

"عزیز" (پھر اس کا بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ اس قانونِ ربوبیت بڑی قوتوں کا مالک ہے) "حکیم" اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا کی کوئی قوت اس پر غالب آجائے اور اسے

Marfat.com

نتائج مرتب کرنے سے روک دے، نہ ہی وہ خود اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے۔

(قرآنی نظامِ ربوبیت ص ۱۰۲)

"الحمد للہ رب العلمین" کا مطلب قرآنِ کریم کے اس عجیب و غریب نادر الوجود مفسر کی زبان سے سنئے:-

"جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں وہی معاشرہ مستحق تعریف و ستائش ہوگا، جو "رب العالمینی" (تمام نوع انسانی کی ربوبیت) کے محکم اصول پر قائم کیا جائے گا۔۔۔۔"

(سلیم کے نام بارھواں خط، ص ۱۹۴)

"اللہ" کس قدر معروف و مشہور نام ہے، اس میں ذرہ برابر ابہام اور پیچیدگی نہیں، ذو معنویت نہیں، کسی قسم کا تشابہ اور استعارہ نہیں، مگر پرویز صاحب نے اس مقدس نام (اللہ) کی جو کھلی ہوئی معنوی تحریف کی ہے، اس کی چند مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔

بے شک یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معنی اس کے قانون اور احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کا قانون، اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح، نہ الٰہ ہے، نہ رب ہے اور نہ معبود ہے! قرآنِ کریم نور ہے، نسخۂ ہدایت ہے، ضابطۂ حیات ہے، سراپا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دستورِ زندگی ہے، اس کے ایک لفظ کا بھی انکار کفر ہے، مگر قرآنِ کریم کو ان تمام خصوصیات کے باوجود نہ تو "الٰہ" کہہ سکتے ہیں اور نہ "رب"۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حکم و قانون (چاہے وہ قانونِ ربوبیت ہی کیوں نہ ہو) ذات و صفات کے اعتبار سے "ایک" نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے قانونِ ربوبیت

Marfat.com

کو ایک سمجھنا کتنی بڑی گمراہی اور غلط اندیشی ہے، کائنات کا خالق ارض وسموات کا پیدا کرنے والا، رازق، حی وقیوم، غفور ورحیم، حکیم وعلیم اور عالم الغیب والشہادۃ، اللہ تعالیٰ ہے، اس کا قانون نہیں ہے۔

سامنے کی بات یہ ہے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی کی اطاعت میں کیا جاتا ہے، کسے؟ اللہ تعالیٰ کو۔ اللہ تعالیٰ کے "حکم اور قانون" کو نہیں کیا جاتا۔ بے شک اللہ تعالےٰ کے حکم پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت ہے مگر معبود ورب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کا "حکم وقانون" نہیں ہے! دو شخص ہیں ان میں سے ایک اللہ کے قانون کو "الٰہ" مانتا ہے اور دوسرا چاند سورج کو "الٰہ" سمجھتا ہے۔ ان دونوں کے موقف میں آخر کیا فرق ہے۔

عربی دانی اور قرآن فہمی تو بڑی چیز ہے، جو کوئی اُردو زبان وادب کا بھی صحیح ذوق رکھتا ہے اور ساتھ ہی فہم صحیح بھی، وہ "عالم الغیب والشہادۃ" اور "حکیم" سے اللہ تعالیٰ کا "قانون" کیسے مراد لے سکتا ہے، کیا "عالم" و"حکیم" کسی قانون، دستور اور ضابطہ کی صفت ہو سکتی ہے؟ کیا کسی قانون کو "عالم"، حکیم، سمیع، بصیر اور غفور ورحیم کہا جا سکتا ہے!

مثلاً یوں تو کہتے ہیں :-

"وہ شاعر بہت ذہین ہے"!

یا

"اس شاعر کی شاعری میں بڑی ذہانت پائی جاتی ہے"!

مگر

59797

Marfat.com

اس طرح کوئی نہیں کہتا۔

"اس شاعر کی شاعری ذہین ہے۔"

کیا کیا جائے کہ گفتگو ہی اس نہج پر چل پڑی ہے کہ "فلسفہ و کلام" کا انداز تحریر میں آیا جا رہا ہے۔

وہ یہ کہ

اللہ تعالیٰ کی ذات "صاحب ارادہ و شعور" ہے، اس کا قانون اور حکم نہیں ہے، اس لئے "عالم الغیب والشہادہ" اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کے قانون اور حکم کو غیب و شہادت کا عالم ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

حد ہوگئی کج فہمی اور غلط اندیشی کی کہ پرویز صاحب نے "الحمد للہ رب العالمین" کے سیدھے سادے مفہوم کو بھی تحریف معنوی کا ہدف بنا کر چھوڑا، فرماتے ہیں:

"جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں وہی معاشرہ مستحق تعریف و ستائش ہوگا جو رب العالمینی (تمام نوع انسانی کی ربوبیت) کے محکم اصول پر قائم ہوگا۔"

(سلیم کے نام بارھواں خط صفحہ ۱۹۴)

سمجھ میں نہیں آتا کہ پرویز صاحب کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے کیوں کد ہے کہ قرآن کی جن غیر متشابہ، واضح اور محکم آیتوں میں "اللہ تعالیٰ" کی ذات کے سوا، اور کسی شے کا تصوّر کیا ہی نہیں جا سکتا، وہاں بھی وہ تحریف و تلبیس سے کام لیتے ہیں، اسی آیت (الحمد للہ رب العالمین) میں انہوں نے "رب العالمین" سے "معاشرہ" مراد لیا ہے (توبہ، استغفر اللہ)

Marfat.com

ـــــــ تو کیا ـــــــ

یہ "نوعِ انسانی کی ربوبیت کے محکم اصول پہ قائم ہونے والا معاشرہ" " مالکِ یومِ الدین" بھی ہے، اور اسی "معاشرہ" کی کیا اہلِ ایمان عبادت کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں (ایاکَ نعبد وایاکَ نستعین) ـــــــ اور کیا اسی "معاشرہ" سے یہ دعا کی جاتی ہے کہ ـــــــ

"اھدنا الصراط المستقیم" ـــــــ

اللہ تعالیٰ کی جگہ "معاشرہ" کو رب العالمین، مالک یوم الدین، معبود اور ہادی بنانے کا جو کارنامہ پرویز صاحب نے انجام دیا ہے اس کی مثال اسلامی تاریخ و ادب میں کہیں نہیں ملتی، یہ وہ گمراہی ہے جس کی خطرناکی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا! (توبہ! توبہ! توبہ)

جس شخص نے "اللہ" کے مفہوم کو بدل کر کچھ سے کچھ بنا دیا ہو، وہ قرآنی آیات کے ترجمہ اور تشریح و تفسیر میں جو شگوفہ بھی چھوڑ دے اور جو گل بھی کھلا دے، وہ تھوڑا ہے! یہ قرآن کی شرح و تفسیر کیا ہوئی قرآن کی معنوی تحریف ہوئی! اسے "تفسیر بالرائے" کہنا بھی اس لغویت اور خرافات کو وزن دینا ہے ـــــــ

یہ تو "تفسیر بالھوا" ہے! اس ذہن و فکر کی پرچھائیں بھی کسی پر پڑ جائے گی تو وہ دین کے معاملہ میں پرلے درجے کا غلط اندیش ہو کر رہ جائے گا۔ یہی وہ نادان مفسرین ہیں جو بقول علامہ اقبال قرآن کو تاویلات سے "پازند" بنا دیتے ہیں۔

ختمِ نبوت کا انکار اللہ تعالیٰ کے بعد "نبی" کے ساتھ پرویز صاحب کا یہ معاملہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "سنت" کو

Marfat.com

دین میں حجت نہیں سمجھتے اور اُسے ایک تاریخی نوشتہ سے زیادہ وزن نہیں دیتے، حالانکہ قرآنِ کریم میں باربار "اللہ تعالیٰ کی اطاعت" کے ساتھ رسولؐ اللہ کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول — من یطع الرسول فقد اطاع اللہ....)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "اطاعت" و "سنت" کی نفی کر دینے کے بعد "ختمِ نبوت" پہ انہوں نے اس طرح ہاتھ صاف کیا ہے :—

"لیکن امم سابقہ اور نزولِ قرآن کے بعد کے دَور میں ایک فرق ان سب سے گہرا اور اہم تھا میں نے تمہیں کسی گزشتہ خط میں بتایا تھا کہ ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں، بلکہ تصورات (Ideologies) کے ذریعہ رونما ہوا کرے گا، اور انسانی معاشرہ کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے، نظام کے ہاتھ میں ہوا کرے گی، اسی حقیقت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ نزولِ قرآن (یعنی ختمِ نبوت) کے بعد اشخاص (INDIVIDULES) کا دَور ختم ہو گیا، اور ان کی جگہ امتوں کا دَور شروع ہو گیا، اسی لئے قرآن میں ہے کہ ختمِ نبوت کے بعد فریضۂ رسالت اور قرآنی معاشرہ کے لئے ایک امت کی تشکیل کر دی گئی (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ نیز كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ . (سلیم کے نام پندرھواں خط، صفحہ ۲۵)

نبی انسان ہوتا ہے اور امت بھی انسانوں کے مجموعہ کا نام ہے ـــــــ تو جب انسانوں کا یہ مجموعہ پرویز صاحب کے بقول "فریضۂ رسالت" کو ادا کیا کرے گا رہا ادا کرتا رہیگا) تو پھر نبوت ختم کہاں ہوئی ! رسالت کے فریضہ پر تو امتِ مسلمہ فائز ہے یہاں یہ سوال بھی سامنے آتا ہے کہ فریضۂ رسالت اور قرآنی معاشرہ کے لئے جس امت کی تشکیل کر دی گئی تھی! وہ امت آخر ہے کہاں ؟ تاریخ کے کس دور میں یہ امت وجود میں آئی ؟ ـــــ جب کہ پرویز صاحب کے قول کے مطابق تیرہ سو سال سے مسلمان نزولِ قرآن کے قبل کے "مذہب" کو واپس لانے کی تگ و دَو کرتے رہے ہیں، اور اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور پوری امت کا اسلام "غیر قرآنی" اسلام ہے "!

پرویز صاحب کی کتاب کا جو اقتباس ابھی ابھی پیش کیا گیا ہے اس کے ابتدائی جملوں کو ایک بار پھر پڑھئے، ان کی تحریر سے واضح طور پر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ شخصیتوں یعنی نبیوں کے ذریعہ جو انقلاب آیا کرتا تھا، وہ انقلاب اب بھی آیا کرے گا مگر وہ انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں تصورات کے ذریعہ رونما ہوا کرے گا، اس طرح وہ، حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد" نبوت" کی ضرورت اور اس کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں، حالانکہ ختمِ نبوت کے ساتھ ہی" نبوی انقلاب" کا دروازہ بند کر دیا گیا، ہدایت و سعادت اور دین و اخلاق کا جو انقلاب آنا تھا وہ آ چکا، اس آخری انقلاب میں اب کوئی "تصور" نہ کمی کر سکتا ہے اور نہ اضافہ! اس انقلاب کی ہاں! تجدید ہوتی رہے گی۔

ـــــــ پھر ـــــــ

پرویز صاحب کا یہ فرمانا کہ" اب دنیا میں انقلاب، شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ

Marfat.com

تصوّرات (Ideologies) کے ذریعہ رونما ہوا کرے گا"! کس درجہ مضحکہ خیز اور واقعیت کے خلاف ہے، ان دماغوں کو کیا کہیے! جو اس قسم کی بے دانشی کی باتوں کو پڑھتے ہیں، اور ان سے متنفر ہونے کی بجائے، ان کا اثر قبول کرتے ہیں!

بریں عقل و دانش ببا ید گریست

سوال یہ ہے کہ یہ "تصوّرات" جن کے ذریعہ دنیا میں انقلاب پیدا ہوا کرے گا، آخر کیا ہوا میں پائے جائیں گے، یا پانی کی موجوں پر! یا پھر یہ "تصوّرات" (Ideologies) بادلوں کے ٹکڑوں، درختوں کی چھالوں اور پہاڑوں کی چٹانوں پر لکھے ہوئے ملا کریں گے! تصورات کا تعلق تو ہر حال میں انسانوں ہی کے ذہن و فکر اور دل و دماغ سے ہے،

تو پھر

انقلاب کے لئے "شخصیتوں (نبیوں) کا دَور ختم ہو گیا، یہ "تصورات" تو بہرحال انسانی ذہن و فکر ہی میں پائے جائیں گے؟ جن فلسفیانہ نکتوں کے ساتھ پرویز صاحب نے امتِ مسلمہ کے متفقہ عقیدہ "ختمِ نبوت" کی نفی اور تردید کی ہے، اس سے اس شخص کے عقیدہ، فکر، عزائم اور مشن کا اندازہ ہو سکتا ہے! "نبوت" کے جاری اور باقی رکھنے کے لئے جو نکتے مسٹر غلام احمد پرویز کو سوجھے ہیں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں سوجھے تھے!!

"الصّلوٰۃ" کی تحریف

قرآنِ کریم میں بار بار "قیامِ صلوٰۃ" کا حکم آیا ہے اس حکم کی شرح و تفسیر پرویز صاحب کی زبان سے سنیئے:-

"آج جبکہ مسلمانوں میں صلوٰۃ کا مفہوم صرف نماز، پرستش یا ہندی زبان میں پوجا پاٹ ہو کر رہ گیا ہے،

Marfat.com

یہ سمجھنا دشوار ہے کہ یہ "قیامِ صلوٰۃ" کا صحیح مفہوم کیا ہے؛
ہمارے ہاں "قیامِ صلوٰۃ" کا ترجمہ کیا جاتا ہے "نماز قائم
کرو" اور اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ نماز پابندی
کے ساتھ پڑھو، اور اس سے مقصود ہوتا ہے، خدا کی پرستش،
اس لئے آج یہ بات بہ مشکل سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس "پرستش"
کو "معاشی امور" سے کیا واسطہ! یہ شعبہ کوئی نیا نہیں وحی
کی طرف سے ہمیشہ دین (نظامِ زندگی) ملتا تھا لیکن اسے
انسان رفتہ رفتہ مذہب (دھرم) میں بدل دیتے تھے،
اسی طرح دین کے وہ تمام عناصر جو نظامِ زندگی کے
ستون تھے، رفتہ رفتہ پوجا پاٹ میں بدل جاتے تھے،
اور ان کا انسانی زندگی سے کوئی واسطہ نہیں رہتا تھا،
یہی کچھ سابقہ اقوام نے کیا، اور یہی کچھ مسلمانوں سے ہوا
(قرآنی نظامِ ربوبیت صفحہ ۱۸۵)

کوئی شک نہیں مسلمانوں میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، کتنے ایسے مسلمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کو مکمل ضابطۂ حیات اور نظامِ زندگی سمجھنے کی بجائے، اُسے چند ارکانِ عبادت کا صرف مجموعہ سمجھے ہوئے ہیں، اور وہ نمازیں تو اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، لیکن زندگی کے دوسرے شعبوں میں اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل سے گریز اور پس وپیش کرتے ہیں ______ مگر مسلمانوں نے یہ نہیں کیا اور ہرگز نہیں کیا کہ "صلوٰۃ" حقیقت میں تھی تو کوئی اور چیز لیکن مسلمانوں نے اُسے

Marfat.com

"نماز" میں بدل دیا، قرآنِ پاک میں نماز کے اوقات کا اور وضو کا حکم آیا ہے، رکوع وسجود کا ذکر ہے، اس کا حکم ہے کہ "صلوٰۃ" (نماز) میں قرآنِ کریم کا کچھ حصہ تلاوت کیا جائے، تو وہ "صلواۃ" جس کے قیام کا قرآن میں حکم وارد ہوا ہے، جس میں اقامت و قعود ہے، رکوع وسجود ہے، تلاوتِ قرآن اور تسبیح و تہلیل ہے، اُسی صلواۃ کو مسلمان ادا کرتے ہیں، نماز کے ان ارکان پر جو قرآن سے ثابت ہیں "پوجا پاٹ" کی پھبتی خود قرآنِ کریم پر طنز ہے۔

قرآنِ کریم ہی میں "تبدیلِ قبلہ" کا حکم آیا ہے کہ بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کو نماز ادا کرنے (اقامتِ صلواۃ) کی جہت مقرر کیا گیا ——— تو یہ "جہتِ قبلہ" نماز کے لئے تبدیل کی گئی تھی یا "معاشی نظام" کا رُخ بدلنے کے لئے اس جہت کو بدلا گیا تھا، قرآنِ کریم میں مسجد کا جو ذکر آیا ہے، تو یہ مسجد عہدِ رسالت میں نماز پڑھنے کے لئے بنائی جاتی تھیں یا ان میں بازار لگتے تھے اور خرید و فروخت ہوتی تھی ——— قرآنِ کریم حکم دیتا ہے :-

یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ
من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع

(اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو)

اسی حکم کی تعمیل میں نماز جمعہ کے لئے پابندی کے ساتھ اذان دی جاتی ہے اور مسلمان جمع ہو کر، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے (یعنی نماز ادا کرتے) ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی

Marfat.com

تعمیل پر کون صاحب ایمان اور ذی ہوش انسان "پوجا پاٹ" کی طنز کر سکتا ہے! پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ نماز (اللہ کی پرستش) کا تعلق معاشی امور سے ہے، مگر قرآن نماز ادا کرنے کے لئے "معاشی امور" (خرید و فروخت) کے چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ اس قرآنی آیت سے کم از کم یہ تو ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "الصلوٰۃ" (نماز) کو معاشی امور پر ترجیح دی ہے۔ قرآن کریم کی اسی سورۃ میں آگے چل کر، ان مسلمانوں کو ٹوکا گیا ہے، جو جمعہ کا خطبہ چھوڑ کر کھیل تماشے اور معاشی امور (تجارت) میں منہمک ہو جاتے تھے۔

قرآن کریم کا وہ مفسر اور شارح جس کا دل خوف خدا سے لبریز ہوگا، اور جو قرآنی تعلیمات کو جانتا ہوگا "الصلوٰۃ" کی شرح کرتے ہوئے، مسلمانوں کو نصیحت کرے گا کہ "صلوٰۃ" دین کا بہت بڑا ستون ہے، لیکن مسلمانوں کی اکثریت ترک صلوٰۃ کر کے اس ستون کو ڈھائے دے رہی ہے، جو مسلمان نماز پڑھتے ہیں، ان میں بہت سے ایسے ہیں کہ جو پورے خضوع و خشوع اور توجہ کے ساتھ نماز نہیں ادا کرتے وہ نماز کیا پڑھتے ہیں بیگار سی ٹالتے ہیں، پھر "صلوٰۃ" کی جو تعریف قرآن میں آئی ہے کہ وہ فحش و منکر سے روکتی ہے، یہ چیز بھی نماز سے عام طور پر ظاہر نہیں ہو رہی ہے، نمازیوں کا عالم یہ ہے ؎

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

ایک نمازی کی عبادت ہی نہیں معاملت بھی درست ہونی چاہیئے "حق اللہ" کی طرح "حق العباد" بھی اس پر فرض ہے، اس میں مالی ایثار کا جذبہ بھی ہونا ضروری ہے مسجدوں کے زیر سایہ بھی، لوگ بھوکے اور ننگے رہیں، تو نمازیوں سے آخرت میں اس

Marfat.com

غفلت کی سخت باز پرس ہو گی۔ صرف نماز پڑھ کر لوگ اس بھلاوے میں نہ رہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا، مسلمان کو اپنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہونا چاہیے آج کے مادہ پرست دور میں بعض مسلمان ناداری اور غریبی کے سبب دوسروں کے ہتھے چڑھ کر اپنے دین وایمان کو گنوا بیٹھتے ہیں، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ناداری اور محتاجی کو خوشحالی سے بدلنے کے لئے جدوجہد کریں کہ محتاجی (فقر) آدمی کو کفر کے قریب تک پہنچا دیا کرتی ہے۔!

اس اندازو اسلوب پر مسلمانوں کو نصیحت کی جائے، تو اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوں گے، ایک طرف "اقامتِ صلواۃ" کی فرضیت اور اہمیت کا انہیں احساس ہوگا کہ دین کے جس پروگرام میں "نماز" شامل نہ ہو، وہ دین کا نہیں بے دینی کا پروگرام ہے، دوسری طرف نماز کے اوقات کے علاوہ، زندگی کے دوسرے کاروبار اور شعبوں میں بھی وہ احکام خداوندی کی تعمیل کی طرف مائل ہوں گے۔ یعنی یہ کہ ایک مسلمان کو چوبیس گھنٹہ "مصلی" (نمازی) بن کر زندگی گذارنی چاہیئے، جس طرح وہ نماز میں طہارت کا خیال رکھتا ہے، اور اللہ کے حکم پر رکوع وسجود کرتا ہے، اسی طرح پوری زندگی میں اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرنی ضروری ہے، اور اس کے فکر وخیال اور اعمال کو پاکیزہ وطاہر ہی ہونا چاہیئے۔

—— مگر ——

پرویز صاحب کی تحریروں کے جو اقتباسات اوپر پیش کئے گئے ہیں، انہیں پڑھ کر ایک مسلمان کے دل سے "صلواۃ" کی اہمیت ہی جاتی رہے گی، وہ "صلواۃ" اور دوسرے ارکانِ دین کے مقابلہ میں "معاشی امور" کو زیادہ اہمیت اور ترجیح دے گا بلکہ "معاشی امور"

Marfat.com

ہی کو دین کی اساس سمجھے گا، پرویز صاحب نے معاشی امور کو دین کا محور قرار دیکر درا صل کارل مارکس کے مشن کی تبلیغ کی ہے اور اس طرح دین کے ساتھ اور قرآنی تعلیمات کے ساتھ انھوں نے ظلم کیا ہے۔

سلیم کے نام تیرھویں خط میں (صفحہ ۲۱) پرویز صاحب فرماتے ہیں:۔

"سورۂ اعراف میں دیکھو، قانونِ خداوندی کے ساتھ کامل تمسک کا دوسرا نام اقامتِ صلوٰۃ رکھا گیا ہے۔

والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوٰۃ ط انا لا نضیع اجر المصلحین ۔

(متقی وہ ہیں) جو قانونِ خداوندی کے ساتھ پورا پورا تمسک رکھتے ہیں، یعنی صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں، یہی وہ ہمواریاں پیدا کرنے والے (مصلحین) ہیں جن کے اعمال ضرور نتیجہ خیز ہوتے ہیں)

"تمسک بالکتاب یعنی قانون خداوندی کا عملاً اتباع ناممکن ہے، جب تک کہ دین کا نظام عملاً جاری وساری نہ ہو، اور چونکہ اقامتِ صلوٰۃ بھی اسی نظام ہی سے وابستہ ہے، اس لئے اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے"۔

بغیر تمکن فی الارض (یعنی کسی خطۂ زمین میں قرآنی حکومت قائم کئے بغیر ناممکن ہے "

اقامتِ دین کے لئے تمکن فی الارض، اور قرآنی حکومت کے قیام کی ضرورت بلکہ فرضیت

Marfat.com

سے کون مسلمان انکار کر سکتا ہے، یہ جدوجہد تو جاری ہی رہنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پہ اسی کا قانون چلے، اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو کر رہے پورا معاشرہ قرآنی اخلاق کے قالب میں ڈھل جائے، قرآنی ضابطہ حیات اور اس منشورِ ہدایت و فلاح کے مقابلہ میں دنیا کے تمام دساتیر و قوانین پہ خطِ تنسیخ پھیر دیا جائے ــــــــ مگر یہ شرط قطعاً لغو اور بے بنیاد ہے بلکہ صلوٰۃ کی فرضیت کو باطل کرنے والی ہے کہ قرآنی حکومت کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ ممکن ہی نہیں ہے۔

تاریخ و سیر اس کی شہادت دیتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کو تمکن فی الارض حاصل نہیں تھا۔ اور نہ وہاں قرآنی حکومت قائم تھی مگر اس تیرہ سال کی مدت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ برابر نماز پڑھتے رہے ہیں اس اقامتِ صلوٰۃ پر انہوں نے کافروں کی دی ہوئی طرح طرح کی اذیتیں برداشت کی ہیں، مگر کھل کر اور چھپ کر، نمازیں ضرور ادا کرتے رہے ہیں۔

پھر صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعینؒ ہندوستان، چین اور دوسرے ملکوں میں پہنچے ہیں جہاں قرآنی حکومت کی جگہ کافرانہ نظام حکومت پہ غالب تھا، وہاں بھی انہوں نے اقامتِ صلوٰۃ کے فریضہ کو نہیں چھوڑا، انہوں نے زمین کے ایسے خطوں میں مسجدیں بنائی ہیں جہاں دین کو تمکن فی الارض حاصل نہیں تھا، جو لوگ تمکن فی الارض اور قرآنی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد میں "اقامتِ صلوٰۃ" کے فریضہ کو جان بوجھ کر پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، وہ قرآنی حکومت تو کیا قائم کریں گے ہاں! مزدک اور کارل مارکس کی تعلیمات کی اساس پر حکومت اور سوسائٹی قائم کر سکتے ہیں۔ اور پرویز صاحب خیر سے یہی مشن لے کر اٹھے ہیں اور اسی اشتراکیت زدہ "نظام ربوبیت"

Marfat.com

کے لئے تگ و دو فرما رہے ہیں۔

سعودی عرب میں ملوکیت کے باوجود نظام شریعت کو البتہ غلبہ حاصل ہے ——— ورنہ آج کی دنیا میں قرآنی حکومت کسی خطہ میں بھی نہیں پائی جاتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان اپنی تمام کوتاہیوں کے باوجود فریضۂ صلوٰۃ کی تعمیل سے غافل نہیں ہیں ——— لیکن پرویز صاحب کے نظریہ کے مطابق قرآنی حکومت کے بغیر "اقامتِ صلوٰۃ" ممکن ہی نہیں ہے تو اس کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ نمازیں "اقامتِ صلوٰۃ" کے علاوہ کچھ اور چیز ہیں، اور صدیوں سے مسلمان جو نمازیں پڑھ رہے ہیں، تو وہ معاذ اللہ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں، جس پر "اقامتِ صلوٰۃ" کا اطلاق ہی نہیں ہو سکتا ——— یہ کیا فکر ہے، یہ کیا ذہنیت ہے، سوچنے کا کیا طریقہ ہے؟ تمکن فی الارض اور قرآنی حکومت قائم کرنے کی آڑ میں "اقامتِ[1] صلوٰۃ" کی فرضیت کا اس طرح انکار، جو مسلمان نماز پڑھتے ہیں،

---

[1] "قرآنی نظام ربوبیت کے ص۸۷ کے حاشیہ میں پرویز صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ———

"وہ اجتماعات جو اس مقصد کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں (اور جنہیں موقت فریضہ نماز کہا جاتا ہے) ان کے لئے بھی قرآن نے یہی لفظ "الصلوٰۃ" استعمال کیا ہے وہ بھی اقامتِ صلوٰۃ میں شامل ہیں" ——— صفحہ کے صفحے پرویز صاحب نے یہ بات دلوں میں اتارنے کے لئے سیاہ کئے ہیں کہ "موقت فریضۂ نماز" "اقامتِ صلوٰۃ" کے علاوہ کوئی اور چیز ہے، کتاب کے حاشیہ میں انہوں نے جو یہ ایک فقرہ لکھ دیا ہے، یہ اس تاثر کا ازالہ نہیں کر سکتا، جو وہ "موقت فریضہ نماز" کے خلاف دلوں میں پیدا کر چکے ہیں، زہر کے پیالوں پر (بقیہ نوٹ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

ان کو یہ باور کرانے کی کوشش کر تم ایک عبث فعل کر رہے ہو، اور جو بدبخت نماز سے غافل ہیں، ان کے اس گناہِ عظیم (ترکِ صلوٰۃ) پر انہیں مطمئن کرنے کی سعی کر تم سے کوتاہی نہیں ہو رہی ہے کہ تمکن فی الارض کے بغیر "اقامتِ صلوٰۃ" ممکن ہی کہاں ہے!! ——
گمراہی اور ضلالت کا یہ وہ مقام ہے، جہاں آدمی خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے،

چند قرآنی اصطلاحات

"اللہ"، کی "ختمِ نبوت"، کی "الصلوٰۃ" کی مسٹر پرویز نے شرح و تفسیر فرما کر، جس تحریف و تلبیس کا ثبوت دیا ہے، اس کی مثالیں اوپر گزر چکی ہیں —— اب ہم "چند قرآنی اصطلاحات" کو پیش کرتے ہیں، جو مسٹر پرویز کی کتاب "قرآنی نظامِ ربوبیت" کے باب چہارم سے لی گئی ہیں۔

"حق" :- کسی عمل کا تعمیری (Constructive) پہلو جو ٹھوس نتائج کی شکل میں سامنے آئے اور اپنی جگہ پر اٹل رہے۔

(بقیہ نوٹ: صفحہ گزشتہ) پیالے پلا کر ایک آدھ چٹکی سفوف سے بھلا اس زہر کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ پھر یہاں بھی انہوں نے گمراہ کن نکتہ شناسی سے کام لیا ہے وہ یہ کہ "موقت فریضہ نماز" کو "اقامتِ صلوٰۃ" کا ایک جزء ٹھیرایا ہے، حالانکہ رسول اللہ نے "موقت فریضہ نماز" ادا کر کے ہی "اقامتِ صلوٰۃ" کے فریضہ کی تعمیل فرمائی تھی، اور "اقامتِ صلوٰۃ" کا یہ تواتر، قرآن کریم کے تواتر کی طرح ثابت ہے: "اقامتِ صلوٰۃ" کے محاسن اور اس کے نتائج پر البتہ گفتگو کی جا سکتی ہے مگر قرآنِ کریم میں جس "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم آیا ہے، وہ یہی "موقت فریضہ نماز" کی ادائیگی ہے! اور "نفسِ اقامتِ صلوٰۃ" میں دوسری چیز شامل نہیں ہے!

Marfat.com

"باطل": کسی عمل کا تخریبی (Destructive) پہلو، جو منفی نتائج پیدا کرے۔"

حق و باطل کی پرویز صاحب نے جو تعریف (Defination) بیان کی ہے، وہ بڑے الجھاؤں میں ڈالنے والی بات ہے۔ لغات القرآن جلد دوم (مولانا مولانا عبدالرشید نعمانی) میں "حق" کی جو تعریف کی گئی ہے وہ کس قدر واضح اور سلجھی ہوئی ہے:۔

"حق کے اصلی معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں، اور اس کا استعمال چار طرح پر ہوتا ہے۔
(۱) اس ذات کے لئے جو اپنی حکمت کے اقتضاء کی بنا پر کسی شے کی ایجاد فرمائے، اللہ تعالیٰ کو اسی لئے "حق" کہا جاتا ہے ارشاد باری ہے:۔
"وردّوا الی اللہ مولٰھم الحق"
(پھیریں جائیں گے اللہ کی طرف جو ان کا مالک حق ہے) اور فذالکم اللہ ربکم الحق (سو یہی ہے اللہ تمہارا پروردگار حق) (۲) "وہ چیز جو حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ایجاد کی گئی ہو، اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کل فعل حق ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً وقدّرہ منازل، لتعلموا عدد السنین والحساب ما خلق اللہ

Marfat.com

ذالکم اللہ ربکم الحق (وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو اجالا، اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو، یہ سب اللہ نے نہیں بنایا مگر حق کے ساتھ) یعنی چونکہ سورج کی چمک، چاند کی دمک اور اس کی منزلوں کا تقرر تاکہ برسوں کا حساب اور شمار ہو سکے۔ یہ سب حکمت الٰہی کے مقتضا کے مطابق بنایا گیا ہے۔ اس لئے سب حق ہے۔ (۳) کسی شے کے متعلق وہ اعتقاد رکھنا، جو نفس الامر کے مطابق ہو، چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں اعتقاد حق ہے، ارشاد ہے فھدی اللہ الذین آمنو لما اختلفو فیہ من الحق باذنہ (پھر اللہ نے اپنے ارادہ سے ایمان والوں کو اس حق کی ہدایت فرمائی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے) (۴) وہ قول یا فعل جو اسی طرح واقع ہو، جس طرح پر کہ اس کا ہونا ضروری ہے اور اسی مقدار اور اسی وقت میں ہو کہ جس مقدار اور جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے، چنانچہ قول حق اور فعل حق اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے، ارشاد ہے، ولکن حق القول منی لاملئن جھنم (لیکن یہ بات میری طرف سے ثابت ہو گئی کہ مجھ کو دوزخ بھرنی ہے "آیت شریفہ" ولو اتبع الحق اھواء ھم لفسدت

Marfat.com

السموات والارض ومن فیھنّ (اور اگر پیروی کرے حق ان کی خواہشوں کی تو آسمان اور زمین اور جو کوئی ان کے بیچ میں ہیں خراب ہو جائیں) میں حق[1] سے ذات باری تعالیٰ بھی مراد لی جاسکتی ہے اور وہ حکم بھی جو حکمتِ الٰہی کے مقتضیٰ کے مطابق ہو، یہ بھی واضح رہے کہ حق کا استعمال واجب، لازم اور جائز کے معنیٰ میں بھی ہوتا ہے، جیسے وکان حقاً علینا نصر المومنین (اور ہم پر ایمان والوں کی مدد لازم ہے) اور کذالک حقا علینا ننج المومنین (اسی طرح ذمہ ہے ہمارا، ہم ایمان والوں کو بچا دیں گے)

باطل یہ "غلط، ناحق، جھوٹ، حق کی نقیض اور ضد ہے، جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق یہ پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے، اسی کو باطل کہتے ہیں، ارشاد ہے، ذالک بان اللہ ھو الحق، وان ما یدعون من دونہ ھو الباطل (یہ بہ سبب اس کے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے حق ثابت، اور اس کے سوائے جس کو پکارتے ہیں ناپید ہو جانے والا ہے) اور اسی اعتبار سے ہر قول ہا

---

[1] "حق" عربی زبان اور قرآنی لغت میں کئی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے مگر "اللہ" کے معنیٰ صرف اس خدا ہیں جو معبود ہے.. رب ہے خالق ہے اور عالم الغیب والشہادہ ہے۔ (م۔ ق)

Marfat.com

فعل جو بے ثبات ہو، باطل کہلاتا ہے، قول کی مثال، ثم
یلبسون الحق بالباطل (کیوں ملاتے ہیں صحیح
میں غلط) اور فعل کی مثال " وھبط ما صنعوا فیھا
و باطلٌ ما کانوا یعملون (اور ضائع ہو گیا،
جو کیا تھا، اس جگہ اور مٹ گیا، جو کچھ عمل کرتے
تھے)

قرآن کریم کے مفسرین و شارحین اور قرآنی لغت جاننے والوں کی یہ شان ہوتی ہے
کہ وہ اپنی طرف سے قرآنی الفاظ کے لئے اصطلاحات نہیں گھڑتے اور سیدھی سادی
عام فہم بات کو چیستاں نہیں بناتے، پرویز صاحب نے " حق و باطل" کی شرح،
تعمیری نتائج اور تخریبی نتائج سے جو کی ہے، اس نے حق و باطل کے مفہوم کو الجھا
دیا ہے۔ انہوں نے جب " نتائج" کا ذکر کیا ہے تو یہاں " آخرت" کا ذکر کرنا
ضروری تھا کہ حق و باطل کے تمام نتائج اس دنیا ہی میں ظاہر نہیں ہو جاتے، اور
اگر حق و باطل کے لئے دنیوی نتائج کو معیار قرار دیا جائے تو حق و باطل ملتبس ہو کر
رہ جائیں گے، مثلاً کمیونزم کے بعض تعمیری نتائج آج سامنے آ رہے ہیں، تو کیا اسی
کو "حق" سمجھ لیا جائے، جھوٹ کو اس دنیا میں خاصہ فروغ حاصل ہوتا ہے، تو اس
فروغ کے سبب جھوٹ کو کیا " تعمیری" کہہ سکتے ہیں؟

آج کی دنیا میں عورتوں کے حسن کے نیم عریاں مقابلے ہوتے ہیں، اور جس ملک
کی عورت اس انتخاب میں آجاتی ہے، بین الاقوامی دنیا میں اس ملک کا بڑا پروپیگنڈہ
ہوتا ہے ــــــــ تو ملکوں اور حکومتوں کے " تعارف و شہرت" کے اعتبار

Marfat.com

سے جن کے یہ مقابلے "تعمیری نتائج" کے حامل ہوتے ہیں، مگر دینی نقطۂ نگاہ سے یہ "تعمیری نتائج" کھلے ہوئے فسق کی حیثیت رکھتے ہیں! "قرآنِ کریم" اپنے مفہوم ومعنیٰ کے لحاظ سے "بیانِ مبین" ہے، اس کی تفسیر وشرح بھی انتہائی سلجھی ہوئی اور واضح ہونی چاہیئے ——— یہ کیا کہ "حق" و "باطل" جیسی محکم اصطلاحیں جن کا سادہ مفہوم ایک عامی سے عامی مسلمان بھی جانتا ہے، ان کو بھی فلسفیانہ تشریح کر کے الجھا دیا جائے، اور اس شرح وتفسیر کو اس قدر گنجلگ، مبہم، ذومعنیٰ اور پہلو دار بنا دیا جائے کہ مشرکین وکفار اور فسق وفجور کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نگاہ سے جن کو "تعمیری نتائج" سمجھتے ہیں، ان کے لئے پرویز صاحب کی اس تفسیر سے دلیل لا سکیں۔

"فضل": ۔ "معاشی سہولتیں، رزق کی فراوانی"
(قرآنی نظام ربوبیت)

کوئی شک نہیں کہ "فضل" میں معاشی سہولتیں اور رزق کی فراوانی بھی شامل ہے، قرآنِ کریم میں متعدد آیتیں اس مضمون کی آئی ہیں، جہاں رزق ومعاش کی فراوانی اور سہولتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے "فضل" سے تعبیر فرمایا ہے ——— مگر "فضل" کی جو تشریح پرویز صاحب نے کی ہے وہ نہ صرف یہ کہ ادھوری اور یک رخی ہے بلکہ اس سے بہت سی غلط فہمیوں اور گمراہیوں کی راہیں کھلتی ہیں، کارل مارکس کے تمام افکار وتخیلات کا محور اور منبع "معاشی نظام" ہے، اس کے نزدیک "اخلاق و مذہب" کی اصل بھی "معاشیات" ہی قرار پاتی ہے۔ پرویز صاحب کے دل ودماغ پر بھی کارل مارکس کا یہ معاشی فلسفہ چھایا ہوا ہے، اس لئے انہوں نے قرآنِ کریم کی

Marfat.com

تفسیر و تشریح میں اسی مارکسی فکر سے کام لیا ہے بلکہ اس کی ترجمانی کی ہے، اور اس طرح
اللہ کے کلام کو "ژند پاژند" بنا دیا ہے۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ قرآنِ کریم میں "فضل" رزق کی فراوانی اور معاشی سہولتوں
کے لئے بھی وارد ہوا ہے، مگر پرویز صاحب نے اس اصطلاح کی ترجمانی اور تشریح میں
"جزء" کو "کل" اور "فرع" کو "عین" قرار دیا ہے، جو معانی و بیان کے نقطہ نگاہ
سے بھی غلط ہے۔

"فضل" کے معنی ہیں ــــــــــ بھلائی کرنا، بڑھنا، مہربانی کرنا،
احسان، زیادتی و زائد ہونا، ترجیح دینا...... ۱

سامنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں وہ شخص "افضل" ہے، تو کیا اس سے
صرف یہ مراد ہوتی ہے کہ شخص مذکور مال و دولت اور رزق و معاش میں بڑھا ہوا
ہے، علم و اخلاق اور سیرت و کردار کی فضیلت کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے!
نیکی کی ہدایت اور ایمان و اخلاق کی دولت اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل ہے۔

قرآن کہتا ہے:۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ
مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط

(یہ (سب) رسول ہیں کہ فضیلت دی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض
پر (ان میں) کوئی تو وہ ہے جس سے اللہ نے کلام فرمایا اور بلند کئے
بعضوں کے درجے! اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلے ہوئے معجزے
دیئے اور روح القدس کے ذریعہ اس کو قوت دی)

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی "فضیلت" (ان پر فضل فرمانے) کا بیان کرتے ہوئے، معاشی سہولتوں کا ذکر نہیں کیا، ایک اور آیت ہے:-

"وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ ۔ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا"

(اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت، تو تم میں سے ایک شخص بھی نہ سنورتا)

اس آیت میں سیرت و کردار کی تقدیس اور نفس کے تزکیہ کو اللہ تعالیٰ کے "فضل" کا سبب بتایا گیا ہے ——— اور ———

"وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ط ـــ

(اور مسلمانوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑی بزرگی ہے)

اس آیت میں "فضل" سے مراد دنیا اور آخرت کی بزرگی اور برتری ہے اور اس میں جسم و روح اور معاش و اخلاق کی تمام اچھائیاں شامل ہیں۔

"طیّبات" :- "زندگی کی خوشگواریاں"

(قرآنی نظامِ ربوبیت)

"طیبات" میں زندگی کی خوشگواریاں بھی شامل ہیں، مگر اس قرآنی اصطلاح (طیبات) کا مسٹر پرویز نے جو ترجمہ کیا ہے، اسے پڑھ کر انسان میں نیکی کا کوئی داعیہ یا جذبہ پیدا نہیں ہوتا! بلکہ اس ترجمہ میں غلط فہمیوں اور غلط کاریوں کے لئے رخنے اور گنجائشیں موجود ہیں، مثلاً یہ ——— کوئی شخص تھوڑی سی شراب پی کر، جس سے سکر پیدا نہ ہو اور ناچ گا کر زندگی کو خوشگوار بناتا ہے تو پرویز صاحب کے نقطہ نگاہ سے وہ قرآن کی اصطلاح ـ طیبات ـ سے صحیح فائدہ اٹھاتا ہے،

Marfat.com

اور آج کی دنیا میں "طیبون"، مغرب اور روس کے رہنے والے ہیں، جو زندگی کی خوشگواریوں سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں .... ! یہ اندازِ فکر قرآنی فکر کی نقیض اور ضد ہے ——— توبہ !

"طیّبات" ستھری اور پاک چیزوں کو کہتے ہیں ! مثلاً ایک عورت ناچ گا کر پیشہ کرکے اپنی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے، تو پرویز صاحب نے اس قرآنی اصطلاح کا جو ترجمہ کیا ہے اس کے لحاظ سے اس عورت کا یہ فعل "طیّبات" (زندگی کی خوشگواری) میں داخل ہے مگر قرآنی نقطہ نگاہ سے وہ "طیّب" نہیں "خبیث" فعل ہے ۔

"طیّب" ۔ نعمتوں اور لذتوں (خوشگواری کی اشیاء) کے ساتھ نیکیوں کو بھی کہتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو بھی ! قرآن پاک میں "طیّبون" (طیّب کی جمع بحالت رفع) سے پاکیزہ اور مردانِ نیکوکار مراد ہیں ! "طیّب" کے مفہوم میں "پاکیزگی" بہر حال شامل ہے ۔ ایک روایت میں آیا ہے :-

"المومن اطیب من عملہ والکافر اخبث من عملہ"

(مومن اپنے عمل سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے، اور کافر اپنے عمل سے بھی زیادہ خبیث ہے)

عربی کا محاورہ ہے :-

" ھٰذَا طیّبٌ لک "[1] (یعنی یہ تمہارے لئے حلال ہے)

تو "طیبات" سے زندگی کی وہ خوشگواریاں مراد ہیں، جو اللہ اور رسولؐ کے نزدیک حلال

---

[1] "طیب" خوشبو کو بھی کہتے ہیں ۔ اس محاورہ میں "طیب" کی "ی" مشدد نہیں ساکن ہے ۔

Marfat.com

اور جائز ہیں، پرویز صاحب نے اس اصطلاح کا ترجمہ اپنی افتادِ طبع کی بنا پر خالص مادی نقطہ نگاہ سے کیا ہے، جس میں حلال و حرام کا اشارہ تک نہیں کیا۔ اس فکر و مزاج سے اللہ تعالیٰ کی پناہ!

"اعمالِ صالحہ" کا ترجمہ اور اس کی تشریح پرویز صاحب نے یوں کی ہے۔

"انسانی ذات اور معاشرہ میں ہمواریاں پیدا کرنے والا پروگرام وہ اعمال جو انسان کی صلاحیتوں کو ابھار کر نشوونما دیں"

نیکی، تقویٰ، صالحیت ...... اس قسم کے تمام لفظوں سے پرویز صاحب کو چڑ ہے، نیکوکاری کا کوئی تصور ہی وہ ذہن و قلب میں پیدا کرنا نہیں چاہتے! اور "خشیتِ الٰہی" کا کوئی خانہ ان کے مرقع افکار میں سرے سے پایا ہی نہیں جاتا، انھوں نے "اعمالِ صالحہ" کی جو ترجمانی فرمائی ہے، اس کے آخری جز کی رُو سے تو ایک بُت تراش، بُت بنا کر اور صنم تراش کر، "صالح" ہونے کا دعوے کر سکتا ہے کہ اس طرح اس نے اپنی "صلاحیتوں" کو ابھارا ہے، یہ فلموں کے ایکٹر اور ایکٹرسیں اور کلب گھروں اور ڈانسنگ ہالوں کے رقاص، یہ سب کے سب "عمل صالح" ہی کے تحت اپنی صلاحیتوں کو نشوونما دے رہے ہیں، اور یہ "آرٹ سرکل" Art circles عملِ صالح کے سب سے بڑے مراکز ہیں ......! (نعوذ باللہ من ہذہ الفکر و السفہات)

"تقویٰ" کا ترجمہ اور مفہوم پرویز صاحب نے ان لفظوں میں کیا ہے:-

"معاشی پروگرام[1] کو مستقل اقدار (قانونِ خداوندی) کیساتھ

---

[1] پرویز صاحب نے معاشی پروگرام اور مستقل اقدار کی جس انداز میں اپنی کتابوں میں تشریح کی ہے وہ بہت کچھ ان کے ذہن و فکر کی پیداوار ہے!

Marfat.com

ہم آہنگ رکھنا اور اس طرح فرد اور معاشرہ کو خوف اور حزن

سے محفوظ کر لینا"

کوئی شخص نہ نماز پڑھے، نہ روزہ رکھے، نہ حج کرے، بس "معاشی پروگرام" کو مستقل اقتدار کے ساتھ ہم آہنگ رکھ سکے تو پرویز صاحب کی نگاہ میں وہ "صاحب تقویٰ" ہے۔ "تقویٰ" کے لئے ان کے یہاں فکر و خیال کی طہارت اور سیرت و عمل کی پاکیزگی کی کوئی شرط اور پابندی نہیں ہے) کوئی شخص عورتوں سے پیشہ کرا کے اور انہیں چکلے میں بٹھا کر، اگر معاشی پروگرام کو متوازن رکھ سکتا ہے تو اُسے صاحب تقویٰ کہا جائے گا۔ کسی حکومت کے ہر شعبہ میں سود (ربا) کا کاروبار ہوتا ہو، شراب اور قمار بازی کا ٹیکس اس کی آمدنی میں شامل ہو اور اس آمدنی سے معاشی پروگرام کو تقویت ملتی ہو، تو مسٹر پرویز کی زبان میں اسے تقویٰ کہہ سکتے ہیں، ان کے نقطۂ نگاہ سے متقین کا سب سے بڑا امام اور پیشوا کارل مارکس گزرا ہے، جس نے معاشی پروگرام کے سوا اور کوئی چیز پیش ہی نہیں کی، ہم اس حقیقت کے منکر نہیں ہیں کہ ایک متقی انسان کو معاشرے کی معاشی فلاح کی بھی فکر کرنی چاہئے مگر صرف "معاشرے کی معاشی فلاح" ہی تو "تقویٰ" نہیں ہے ایک شخص معاشی پروگرام کے ذریعہ معاشرے کو متوازن بنانے کی تگ و دو کرتا ہے مگر ساتھ ہی شراب پیتا، جوا کھیلتا اور بدکاری کرتا ہے ———— تو کیا ایسے شخص کو "صاحب تقویٰ" کہہ سکتے ہیں، پرویز صاحب کے نقطہ نگاہ سے روس اور امریکہ کی حکومتیں "تقویٰ" کے تقاضوں کو پورا کر رہی ہیں کہ وہاں فرد اور معاشرہ کو ہر قسم کی معاشی سہولتیں حاصل ہیں۔

عربی کی مشہور متداول لغت "المنجد" کا مولف "لوئس معلوف" عیسائی ہے، اس

Marfat.com

تک سا نے "التقویٰ" کی ترجمانی یوں کی ہے۔

"مخافة الله والعمل بطاعتہ"

(اللہ کا خوف اور اس کی اطاعت وحکم کے مطابق عمل)

دراصل قرآن میں "تقویٰ" ان معنوں میں استعمال ہوا ہے:۔

"نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام ہے، جو گناہ کی
طرف لے جائے، یہ بات ممنوعات کے اجتناب سے
حاصل ہوتی ہے"! (لغات القرآن)

جو شخص "معاشرہ" کو "اللہ" اور "رب العالمین" سمجھتا ہو، اس کی قطع و برید، تاویل و تحریف اور تفسیر بالهوار سے قرآن کی دوسری اصطلاحات کس طرح محفوظ رہ سکتی ہیں۔

دعوت و اصلاح

معاشی مسائل کی ضرورت اور اہمیت کے ہم منکر نہیں ہیں۔

—— اور ——

یہ بھی درست ہے کہ معاشیات کا انسانی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے، اور "دین" سے معاشیات کو "دنیوی امور" کہہ کر خارج نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام "دین و دنیا" کے مجموعہ کا نام ہے، "حق اللہ" اور "حق العباد" اسلام میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، "جسم اور روح" ان دونوں کے جائز تقاضے پورے ہونے چاہئیں!

جو کوئی اپنے اندر اللہ کا خوف، امت کی فلاح کا جذبہ، قرآن کی صحیح فہم اور دینی اقدار کا شعور رکھتا ہوگا، وہ مسلمانوں کو اس انداز میں نصیحت کرے گا کہ وہ "حق اللہ" کے ساتھ "حق العباد" کو بھی پہچانیں! خالص معاشی مسائل کی اہمیت جتاتے ہوئے

Marfat.com

بھی، قرآنی اخلاق اور دینی ارکان و فرائض کی ضرورت اور ان کے وزن کو ہلکا نہ ہونے دے گا؛ مسلمانوں کو مال و دولت کے انفاق اور ایثار کے لئے یقیناً ابھارا جائیگا کہ وہ اپنے نفس اور اپنے گھر بار والوں کی غور و پرداخت اور پرورش کے ساتھ مخلوق خدا کے انسانی حقوق بھی ادا کریں، قیامت کے دن اللہ تعالےٰ نماز، روزہ اور دوسرے ارکان کے ساتھ اس کی بازپرس کرے گا کہ تم نے اپنی زندگی کن کاموں میں صرف کی تھی، تمہارا مال کس کام آیا تھا اور دوسری توانائیوں سے تم نے کیا کام لیا تھا؛ مال کو سینت کر اور جوڑ جوڑ کر رکھنا اور انفاق فی سبیل اللہ سے جی چرانا، بہت بڑا گناہ ہے، قارون اور شائیلاک کی ذہنیت، اسلام سے ہرگز میل نہیں کھاتی۔

اس کے ساتھ اسلام کی سادگی کو واضح کیا جائے گا کہ وہ شاہانہ کر و فر اور دکھاوے کے ٹھاٹ باٹ کی زندگی کو پسند نہیں کرتا، زندگی میں سادگی آجانے سے معاش کے بعض مسائل آپ ہی آپ حل ہوجاتے ہیں اور وہ اس طرح کہ زندگی کی بعض مصنوعی ضرورتیں غیر ضروری قرار پاتی ہیں!

عوام کے ساتھ ارباب اقتدار سے یوں کہنا چاہئیے کہ وہ خلفائے راشدین کی مقدس زندگیوں کو اپنے سامنے رکھیں، یہ نفوسِ قدسیہ اپنی ذات پر کم سے کم خرچ کرتے تھے اور اپنے کو قوم کا خادم سمجھتے تھے، وہ جس اسلامی حکومت کی زمام سنبھالے ہوئے تھے، اس حکومت کے مداخل (income) میں کوئی ایسی مد شامل نہ تھی، جس میں ان ذریعوں سے مال و دولت آتا ہو، جن کو اسلام ناجائز قرار دیتا ہے، اسی طرح ان کی حکومت کے مخارج (expenditure) بھی نیک، حلال اور جائز امور میں صرف ہوتے تھے، رعایا کی زیادہ سے زیادہ معاشی

Marfat.com

فلاح اسلامی حکومت کے فرائض میں داخل ہے، معاشی امور کی تدبیر کے ساتھ اسلامی حکومت عوام کی اخلاقی تربیت کی بھی ذمہ دار ہوتی ہے۔

اسی انداز پہ اگر قوم اور اس کے اکابر کو مخاطب کیا جائے اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی طرف بلایا جائے تو قوم کی پسندیدہ طور پہ اصلاح ہو سکتی ہے اسلام کے کسی ایک جزیا ضرورت کو، تمام دوسرے اجزار اور ضرورتوں پہ اس طرح غالب کر دینا، کہ دوسرے فرائض کی اہمیت ہی دلوں سے نکل جائے اور یہ ایک جزیا ضرورت ہی دین و دنیا کی سب سے بڑی حقیقت اور ضرورت ٹھہر جائے، نہ عقلاً درست ہے اور نہ دینی نقطہ نگاہ سے پسندیدہ ہے ——— مثلاً کوئی شخص قرآن کی صرف ان آیات ہی کو پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنایا کرے، جن میں مغفرت، شفاعت اور جنت کی بشارت دی گئی ہے اور صرف "تبشیر" ہی کو اپنا موضوع بنالے، تو اس مبالغہ اور یک رخی، تعلیم و تبلیغ کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف خدا کا جذبہ سرد پڑتا چلا جائے گا، اسی طرح صرف ان آیتوں کی تلاوت اور تعلیم سے جن کا تعلق "تنذیر" اور "وعید" سے ہے، مسلمانوں کے دلوں میں سخت مایوسی اور بد دلی پیدا ہو جائے گی صحیح تدبیر اور ایمانی فراست یہ ہے کہ بشارت اور وعید دونوں کی اس حسن تناسب اور اعتدال کے ساتھ تعلیم دی جائے کہ قلب مومن "بیم و رجا" کے درمیان دھڑکتا رہے، اسی لئے تو خدا کے آخری نبیؐ کو مبشر کے ساتھ منذر بھی بنا کر بھیجا گیا تھا۔

صرف صبر کی تعلیم دینے سے، دلوں سے عزیمت کے رخصت ہو جانے کا امکان ہے، صرف تنہا دریا دلی پہ لوگوں کو ابھارنے سے اسراف و تبذیر کی طرف

Marfat.com

لوگوں کا میلان ہو جائے گا۔ صرف جسم کی صحت کو موضوع فکر و نظر بنانے سے روح کے تقاضے نظر انداز ہو جائیں گے۔ مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ دین و دنیا کی ہر ضرورت، نیکی، فریضہ اور اس کے وظیفہ عمل (Function) کو حسن تناسب کے ساتھ پیش کرنا چاہئے اور اس کو اس کے فطری اور جائز مقام پر رکھنا چاہئے !

بے شک غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال و دولت اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی نصف دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی تھی اس ایثار کا ذکر کرتے ہوئے، یہ حقیقت بھی تو پیش نظر رکھنی بلکہ سامنے لانی چاہئے کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی ایک وقت کی بھی نماز قضا نہ ہوتی تھی، راتوں کو وہ سجدوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور روتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کی ہو بہو نقل اتارنے کا اپنے امکان کی حد تک اہتمام کرتے تھے! اس دور سعید کا مقدس معاشرہ معاشی مسائل کی بنیاد پر نہیں کتاب و سنت اور اخلاق و تقویٰ کی بنیادوں پر استوار تھا اور کتاب و سنت کے اتباع نے ان کے معاشی مسائل کو بھی درست کر دیا تھا۔ اس قرآنی معاشرے میں نہ تو ناچ گانے کی محفلیں جمتی تھیں اور نہ عورتوں کے حسن کے مقابلے ہوتے تھے! اور نہ سودی کاروبار ہوتا تھا، مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کیلئے اس پاکیزہ معاشرے میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہ تھی

——— تو جو کوئی بھی ———

ملت کی اصلاح کا حقیقی جذبہ اپنے اندر رکھتا ہو گا، وہ ملت کو "معاشیات" کی طرف نہیں بلکہ عہد رسالت اور دور خلافت راشدہ کے پاکیزہ قرآنی معاشرے کی طرف بلائے گا کہ یہ وہ مثالی معاشرہ تھا جس میں دین و دنیا کا صحیح توازن پایا جاتا تھا۔ اس قرآنی معاشرے نے ایسے صاحب تقویٰ اور اہل عزیمت انسان پیدا کئے تھے، جنہوں نے دنیا کی سب سے بڑی جاہلیت

Marfat.com

کی حکومتوں کو شکست دے کر اسلامی حکومت قائم کی تھی اور روم و ایران کی جگمگاتی تہذیب اپنی تمام دلچسپیوں اور رنگینیوں کے باوجود انہیں متاثر نہ کرسکی تھی یہ ان نتمندوں اور کشورکشاؤں کا معاشرہ تھا جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان چمکتے تھے، جو اطاعتِ رسولؐ کے جذبہ سے سرشار تھے اور زمانہ جن کی عفت و عصمت، پاسِ عہد، دفا، صدق و امانت اور اخلاص و بے نفسی کی قسم کھاتا تھا اور دنیا میں نیکی جن کے نام اور کام سے پہچانی جاتی تھی۔

مگر

جناب پرویز جس نام نہاد "قرآنی معاشرے" (؛؛؛) کی تشکیل کا نعرہ لگا رہے ہیں، وہ معاشرہ عہدِ رسالت اور خلافت کے معاشرے سے بالکل مختلف ہے، پرویز صاحب مسلمانوں میں جس معاشرے کا قیام چاہتے ہیں، اس کو تقویٰ سے، صالحیت سے، خشیتِ الٰہی اور آخرت کی ذمہ داری اور جواب دہی سے کوئی واسطہ نہیں، اس کی روح اور مصدر و منبع صرف "معاشیات" اور مادی تقاضے ہیں، یہ وہی اندازِ فکر ہے جس نے مارکس، فرائڈ اور ڈاروِن کی عقل و فکر کو انسانیت کے لئے عذاب بنا دیا۔

"زر، زن، اور زمین" کی اشتراکیت کا فلسفہ سب سے پہلے مزدک نے پیش کیا تھا، جس میں کارل مارکس نے ہیگل کی "جدلیات" کا پیوند لگا کر ایک مستقل فلسفہ بنالیا، یہ فلسفہ مجوسیت اور یہودیت کا مرکزِ اتصال اور سنگم ہے ——— پرویز صاحب نے اسی مجوسی معاشی نظریۂ اشتراکیت اور یہودی "نظامِ ربوبیت" کو اپنی کتابوں میں پیش کیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے قرآن کی مشہور و معروف اور محکم اصطلاحات میں ایسی ایسی تحریفیں کی ہیں کہ ایمان لرز جاتا ہے، شاعروں کے شعروں کی شرح میں شارحین جس ذمہ داری سے کام لیتے ہیں، پرویز صاحب نے قرآن کی شرح میں اتنی ذمہ داری کا بھی ثبوت نہیں دیا۔ قرآن کریم

Marfat.com

کو وہ اپنے تراشے ہوئے نظریوں کی تعداد بڑھاتے چلے گئے ہیں، قرآنی آیات کی تاویل میں
صاحب موصوف، باطنی ملاحدہ سے بھی منزلوں آگے نکل گئے ہیں!
زبان و قلم کی زیادہ سے زیادہ آزادی کے ہم قائل ہیں، مگر پرویز صاحب اس آزادی
سے فائدہ اٹھا کر قرآن کریم کی جو معنوی تحریف کر رہے ہیں اور قرآنی احکام کی "روح" کو بدلے
دے رہے ہیں، اس کے بارے میں ہم چند اجمالی اشارے کئے دیتے ہیں۔
"فوجی قانون" کی شرح اور اس کی اصطلاحات کی ترجمانی کوئی شارح اس انداز پر کرنے لگے :

"پریڈ (Parade) نام ہے عسکری روح کو متحرک رکھنے
کا، جسے لوگوں نے اپنی نادانی سے، ورزش، ڈرل اور صبح سویرے
اٹھ کر لفٹ رائٹ کرنے سے بدل دیا، عسکری روح کو متحرک رکھنے
کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ فوجیوں کے اندر نشاط انگیز ولولہ موجزن
رہے اور یہ نشاط چاہے انہیں پانی میں تیر کر، گھوڑے پر چڑھ
کر سبزے پر ٹہل کر، گانا سن کر یا خود گانا گا کر، اور ناچ کر یا تاش
اور شطرنج کھیل کر حاصل ہو، بہر حال "نشاط" کا حصول ضروری
ہے، عسکریت اور نشاط یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔
ملٹری یونیفارم (military uniform) کو
کسی مخصوص لباس اور وردی میں محدود کر دینا، فوجیوں کے
جذبۂ آزادی کو طوق و زنجیر پہنا دینے کے مترادف ہے!
"ملٹری یونیفارم" کہتے ہیں۔ "قومی انفرادیت کے امتیاز کو،
یعنی فوجیوں کی تنظیم اور ان کے اجتماعی کردار کو دیکھ کر،

Marfat.com

دیکھنے والے محسوس کرسکیں کہ یہ کردار فلاں قوم کا امتیازی کردار ہے ا یہی اجتماعی کردار فوج کی یونیفارم ہے مخصوص قسم کے لباس کی یکسانی کا تصور عہدِ غلامی کی یادگار ہے ..!

"فوجی اصطلاحات" کی اس قسم کی شرح و ترجمانی کو کیا کسی عنوان بھی برداشت کیا جاسکتا ہے؟! ہرگز نہیں، فوج کے ذمہ دار عہدیدار چیخ اٹھیں گے کہ "نظامِ عسکریت — اجتماعی کردار — اور عسکری روح، جیسی دل کش اور پُر فریب اصطلاحات کی آڑ میں، یہ تو فوجی نظام کو تباہ کرنے کی چال چلی جارہی ہے، فوج میں ڈسپلن ہی باقی نہ رہا تو فوجیوں کا اجتماعی کردار کس طرح تشکیل پاسکے گا ——— یہی حال پرویز صاحب کا ہے کہ انھوں نے "قرآنی نظامِ ربوبیت" — قرآنی معاشرہ — مرکزِ ملت — " جیسی نظر فریب اصطلاحات تراش کر، قرآن کی معنوی تحریف کا کام شروع کردیا ہے، جس کے ہاتھوں دین کی کوئی قدر بھی محفوظ نہیں رہ سکتی اس شخص کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ "قرآن کی معنوی تحریف" کی غرض سے جو انجمن (بزمِ طلوعِ اسلام) وجود میں آئی ہے، اس کے لئے وہ اپنی تحریروں میں اس کا مطالبہ کرچکا ہے کہ اس "بزم" کے علاوہ پاکستان میں کسی دینی جماعت کو باقی ہی نہ رکھا جائے، قرآنی حکومت اور قرآنی معاشرے کی کس طرح تشکیل ہو سکتی ہے؟ اس کے لئے "بزمِ طلوعِ اسلام" سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کی جائے! آہ! اس قدر کھلی ہوئی گمراہی اور اس قدر کھلے خزانے باقاعدہ تنظیم کے ساتھ!

تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو

آخری گذارش اگر کوئی شخص اس نادانی پر جم جائے کہ میں قرآنِ کریم کو خود ہی سمجھوں گا یہاں تک کہ احادیث و آثار سے بھی قرآن

Marfat.com

کی تفہیم میں کوئی مدد نہ لوں گا اور جو کچھ سمجھوں گا اس کو قلم بند کرتا چلا جاؤں گا۔ اس شخص کے اندر خلوص بھی ہو تو اُسے قرآنِ کریم کی شرح و تفسیر میں اگرچہ جابجا شدید ٹھوکریں لگیں گی، اور طرح طرح کی غلطیاں اس سے سرزد ہوں گی مگر قرآن کی معنوی تحریف کی وہ شخص دانستہ جرأت نہ کر سکے گا۔ لیکن پرویز صاحب نے یہ کیا ہے کہ پہلے انہوں نے چند نظریئے وضع کیے ہیں، پھر قرآنِ کریم کو ان نظریوں کا تابع بنا کر قرآن کی تفسیر فرمائی ہے، جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا چاہیئے تھا کہ قرآن کریم کی تعلیمات مجروح اور قرآن کی معنویت محرف ہوتی چلی جائے۔ وہ قرآن کریم کے پیچھے چلنے کی بجائے، قرآن کریم کو اپنے افکار و تصورات کے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔

قرآنِ کریم سمجھنے میں سب سے زیادہ مستند و معتبر چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہو سکتی ہے کہ خود قرآنِ کریم اس کی شہادت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تلاوتِ قرآن کے علاوہ کتاب و حکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفس کے لئے بھی مبعوث اور مامور فرمایا تھا، بالکل سامنے کی بات ہے کہ جس ذاتِ گرامی پر قرآن نازل ہوا تھا، قرآن کے منشاء اور مفہوم کو اس سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے،

مگر

پرویز صاحب نے سب سے پہلے "کتاب و حکمت کی تعلیم" یعنی سنتِ نبویؐ ہی پر ہاتھ صاف کیا، اور احادیث کو یک قلم بے اعتبار ٹھیرایا، اور عجمی سازش سے تعبیر کیا، اب رہے صحابہ کرام جو خود عاملین قرآن بھی تھے اور وحیٔ الٰہی کے مخاطبین اوّلین بھی تھے اور خود مہبطِ وحی (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے تربیت یافتہ اور سنوارے ہوئے بھی تھے،

Marfat.com

ان کے اقوال و آثار اور مسلک وزندگی کا قرآن کریم کی تفہیم اور عملی تعلیم میں بہت کچھ دارو مدار سنتِ رسولؐ پر ہے، تو سنتِ رسولؐ اور ارشاداتِ نبویؐ کو بے اعتبار اور بے وزن ٹھیرا دینے کے بعد صحابہ کرام کے اقوال و آثار آپ ہی آپ ساقط الاعتبار ہو جاتے ہیں (معاذ اللہ)

اب رہ جاتے ہیں کتاب و سنت اور حدیث و فقہ کے جاننے والے ائمہ اور علماء، ان کے بارے میں پرویز صاحب یہ رائے رکھتے ہیں کہ تیرہ سو سال سے مسلمان اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ نزولِ قرآن سے قبل کے "مذہب" کو پھر واپس لے آئیں اور اس کوشش میں مسلمانوں کو کامیابی بھی ہو گئی، اسی طرح مسٹر پرویز نے تیرہ سو سال کے تمام مفسرین، محدثین، فقہا اور اربابِ صلاح و تقویٰ کی تمام علمی اور دینی کوششوں پر خطِ تنسیخ کھینچ کر، اُن کے مسلک کو قرآن کا مخالف اور معاند ٹھیرا دیا۔

احادیث رسولؐ، اقوالِ صحابہ اور وہ ائمہ اور علماء جن کو قرآن "اہل الذکر" کہتا ہے ان تین ذریعوں سے قرآن کی تفہیم میں بہت کچھ مدد مل سکتی تھی، مگر پرویز صاحب نے ان تینوں ذریعوں ہی کو بے اعتبار اور ناقابلِ حجت و استدلال ٹھیرا کر اپنے لئے میدان صاف کر لیا؛ اسی طرح دنیا کے پردے پر کسی کا قول اور عمل ان کے لئے نہ حجت ہے اور نہ سند ہے؛ وہ اپنی ذات سے خود حجت و برہان واقع ہوئے ہیں۔

اسلامی تاریخ بہت سے اہلِ تقویٰ اور صلحاء امت کی نشان دہی کرتی ہے ان کے قول و عمل کا دینی مسائل میں وزن مانا جاتا ہے۔ ان نیک نہاد بزرگوں کو پرویز صاحب نے اس طرح ناقابلِ اعتنا قرار دیا کہ "عملِ صالح" اور "تقویٰ" کے معنی ہی بدل ڈالے، اور چونکہ معاشی پروگرام کو مستقل اقدار سے ہم آہنگ کرنے کا

Marfat.com

فن انہیں نہیں آتا تھا، تو یہ بزرگ اہلِ تقویٰ ہی کب تھے؟ ان ملّانوں اور قل اعوذی مولویوں نے ان لوگوں پر خواہ مخواہ صالحیت اور تقویٰ کا چپکا دیا ہے۔

تو ــــــ اب لے دے کر

پرویز صاحب کی ذات ہی پر نگاہِ انتخاب جا کر ٹھیرتی ہے کہ نزولِ قرآن سے لے کر اب تک قرآن کو اس کی حقیقی معنویت اور اصل مفہوم و منشار کے ساتھ صرف پرویز صاحب نے سمجھا ہے، قرآن کریم کے جس لفظ اور جس اصطلاح کا مفہوم وہ متعین کر دیں وہی عین حق ہے: ــــــ پس دریا برد کر دو احادیث نبویؐ کے تمام مجموعوں کو اور آگ لگا دو قرآن کی ساری تفسیروں کو اور لپیٹ کر رکھ دو فقہ و اخلاق کے تمام دفتروں کو، قرآنِ کریم کی شرح و ترجمانی کا واقعی حق تو پرویز صاحب نے ادا کیا ہے، اسی لئے انہی کے افکار معتبر ہیں، مستند ہیں اور لائقِ اعتماد ہیں، تیرہ سو سال کی مدت میں بس یہی ایک ایسی شخصیت ظہور میں آئی ہے جو "قرآنی اسلام" اور "قرآنی" معاشرے کی داعی ہے اور جس نے قرآن کے صحیح منشار کو پالیا ہے۔

انکارِ حدیث کا یہ فتنہ[1] جو قرآنِ کریم کی معنوی تحریف تک جا پہنچا ہے، جو دین کی مسلّما اور متفقہ اقدار تک کو الٹے دے رہا ہے اور جس کے گمراہ ہونے میں کسی تاویل و شبہ کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے، اس سے اہلِ ایمان کو بچانا اہلِ علم

---

[1] جو صاحبِ خیر اس مضمون کو مفید سمجھیں کہ اس کی اشاعت سے اچھے نتائج مرتب ہوں گے وہ چاہیں تو اس مضمون کو کتابی صورت میں شوق سے چھاپ سکتے ہیں، اس مضمون کے "نقل و اخذ" کی عام اجازت ہے۔

Marfat.com

اور ارباب فکر کا فرض ہے، یہ آگ جو دین و ایمان کو خاکستر بنانے کے لئے بھڑکائی گئی ہے، اس کی فتنہ سامانی کو خاموش تماشائی بن کر نہیں دیکھا جا سکتا، ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور آخرت کی پوری ذمہ داری اور جواب دہی کے احساس کے ساتھ جس بات کو حق سمجھا، اُسے ظاہر کر دیا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کہنے، حق پر چلنے اور ناحق کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم!

(ماہر القادری)

ملک محمد عارف خان پرنٹر پبلشر نے اپنے دین محمدی پریس لاہور سے چھپوا کر اشاعت منزل لاہور سے شائع کی

Marfat.com

Marfat.com

تفاسیر

تفسیر الحسنات جلد اوّل مجلد ابو الحسنات سید احمد صاحب

تفسیر الحسنات جلد دوم مجلد ابو الحسنات سید احمد صاحب

تفسیر موضح القرآن مجلد شاہ عبد القادر صاحب

تفسیر قادری کامل مجلد مولانا فخر الدین صاحب

تفسیر بیان القرآن مجلد

تفسیر سورۂ مزمل

تفسیر سورۂ یوسف

تفسیر سورۂ فاتحہ

ملک دین محمد اینڈ سنز

Marfat.com

تفاسیر

تفسیر الحسنات جلد اوّل مجلّد ابو الحسنات سید احمد صاحب

تفسیر الحسنات جلد دوم مجلّد ابو الحسنات سید احمد صاحب

تفسیر موضح القرآن مجلّد شاہ عبدالقادر صاحب

تفسیر قادری کامل مجلّد مولانا فخر الدین صاحب

تفسیر بیان القرآن مجلّد

تفسیر سورۂ مزمّل

تفسیر سورۂ یوسف

تفسیر سورۂ فاتحہ

ملک دین محمد اینڈ سنز

Marfat.com

Marfat.com